MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماھنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاھور

جلد نمبر 25

شمارہ نمبر 01

مئی 2024ء، شوال المکرم/ ذوالقعدہ 1445ھ

WWW.MIRRAT.COM

دورِ حاضر میں بڑھتے ہوئے اخلاقی اور روحانی بحران کے تدارک
اور قومی و ملی ذمہ داریوں کے بنیادی شعور کو اجاگر کرنے کے لئے

اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین

دربارِ عالیہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو
کا سالانہ اجتماع

خدمت

کتنی بڑی عبادت!

سیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا
اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے،
یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے
رکھنے والے کے برابر ہے۔

(صحیح البخاری، رقم الحدیث:5353)

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے
(بانگِ درا)

مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماھنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاھور

مئی 2024ء، شوال المکرم/ذوالقعدہ 1445ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ:
- سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ
- مفتی محمد شیر القادری
- افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر:
- محمد احمد رضا
- واصف علی

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان،
اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک		4
	قومی و بین الاقوامی		
3	روزنامہ ڈان اخبار کا جوناگڑھ پر غیر قانونی بھارتی قبضہ کے خلاف صحافتی ذمہ داریوں کا جائزہ (قسط:1)	محمد محبوب	5
	تذکرہ		
4	سلطنت عثمانیہ کے نامور فقیہ علامہ محمد زاہد الکوثری	ذیشان القادری	9
	صلائے عام		
5	سالانہ ملک گیر دورہ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین (رپورٹ)	ادارہ	13
6	13 اپریل 2024ء: سالانہ عظیم الشان میلادِ مصطفیٰ (ﷺ) و حق باھو کانفرنس	ادارہ	31
7	دل اور نظر کی پاکیزگی: انسانی زندگی میں اہمیت اور اثرات	صاحبزادہ سلطان احمد علی	34
	گوشۂ تصوف		
8	رپورٹ: ایک روزہ کانفرنس مولانا رومیؒ و حضرت سلطان باھوؒ	مسلم انسٹیٹیوٹ	43
9	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	48
10	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

فی شمارہ نیوز پیپر	فی شمارہ آرٹ پیپر
80 روپے	110 روپے
سالانہ (ممبرشپ) 960 روپے	سالانہ (ممبرشپ) 1320 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-1275009

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندر روڈ، لاہور سے چھپوا کر 8-BS-698 تاج کمپنی چوک نزد ایم سی بی چوہان روڈ بندر روڈ لاہور سے شائع کیا

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

الله

"فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ"

"اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قربِ خاص کے لائق ہیں"-(یوسف:101)

"حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فرشتہ) عرض کرتا ہے: ان (اولیاء اللہ) میں فلاں بندہ تھا جو اُن میں سے نہیں تھا وہ تو کسی کام سے آیا تھا، اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں: یہ (ذکر اللہ کرنے والے) وہ بیٹھنے والے ہیں کہ جن کے ساتھ بیٹھنے والا محروم و بد بخت نہیں رہتا"-

(صحیح البخاری، بَابُ فَضْلِ ذِکْرِاللہِ عَزَّوَجَلَّ)

سرِّ ربانی محبوبِ سبحانی غوث الاعظم محی الدین

سیّدنا شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ)

فرمان

"حضرت ابو حفص (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: نفس پورے کا پورا تاریک ہے اور اس کا چراغ باطن یعنی اِخلاص ہے اور چراغ کی روشنی توفیق ہے-جب آدمی کے باطن میں توفیقِ الٰہی نہ ہو وہاں اندھیرے کے سوا کچھ نہیں ہوتا- حضرت ابو عثمان (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: جب تک آدمی اپنے نفس کے کاموں کو اچھا سمجھتا رہے وہ نفسانی عیب نہیں دیکھ سکتا یہ چیز وہی دیکھتا ہے جو ہر وقت نفس پر تہمت لگاتا رہتا ہے- حضرت ابو حفص (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں سب سے جلدی وہ شخص ہلاک ہوتا ہے جو اپنے عیبوں کی پہچان نہیں رکھتا کیونکہ گناہ کفر کے قاصد ہیں- حضرت ابو سلمان (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں میں نے اپنے نفس کے کسی عمل کو اچھا خیال نہیں کیا کہ اسے شمار میں لاتا"-

(تفسیر الجیلانی)

سُلطان العارفین

حضرت سُلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان

الله پڑھیوں پڑھ حافظ ہویوں ناں گیا حجابوں پردا ھو

پڑھ پڑھ عالم فاضل ہویوں بھی طالب ہویوں زردا ھو

سئے ہزار کتاباں پڑھیاں پر ظالم نفس نہ مردا ھو

باجھ فقیراں کسے نہ ماریا باھو ایہو چور اندر دا ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح (رحمۃ اللہ علیہ)

ایمان، اتحاد، تنظیم

"اب ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا ہے ہمیں ان عوام کی، جنہیں اب تک افسوس ناک طریقے سے نظر انداز کیا گیا ہے، حالت کو بہتر بنانے کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو کام میں لانا ہو گا"-(سری لنکا آزادی پر پیغام تہنیت کراچی، 4 فروری 1948ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)

مقام بندۂ مومن کا ہے ورائے سپہر
زمیں سے تا بہ ثریا تمام لات و منات
حریم ذات ہے اس کا نشیمن ابدی
نہ تیرہ خاک لحد ہے، نہ جلوہ گاہِ صفات

(ارمغانِ حجاز)

اسرائیلی جارحیت اور بربریت میں سلگتا ہوا غزہ

حال ہی میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں فلسطین کو مکمل ریاست کی رکنیت دینے کی درخواست پر امریکا نے غیر منصفانہ اور غیر اخلاقی اقدام اٹھاتے ہوئے اسے ویٹو کیا- اجلاس کے دوران سلامتی کونسل کے 12 ارکان نے فلسطین کو اقوام متحدہ کی رکنیت دینے کی حمایت کی جبکہ برطانیہ اور سوئٹزرلینڈ نے قرارداد پر ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا- یاد رہے کہ فلسطین کو 2012ء سے اقوام متحدہ میں غیر رکن مبصر کا درجہ حاصل ہے جبکہ اقوام متحدہ کے 193 رکن ممالک میں سے اکثریت، 137 ممالک نے فلسطینی ریاست کو تسلیم کیا ہوا ہے-

آج ہم جس دنیا میں رہتے ہیں اس میں بسنے والے انسان، قوموں کے مابین ایک عمرانی معاہدہ (جسے ہم اقوام متحدہ کے منشور کے نام سے یاد کرتے ہیں) کے تحت زندگی بسر کر رہے ہیں- اصول اور ضوابط، معاشروں میں عدل و انصاف کو قائم کرتے ہیں- اگر عدل و انصاف کی بنیاد پر معاشرے نہ چلیں تو ظلم کا بازار گرم ہو جاتا ہے- طاقت ور، طاقت کے بل بوتے پر کمزوروں کا استحصال کرنا شروع کر دیتا ہے- اقوام متحدہ کے منشور تلے زندگی بسر کرنے والے انسانوں پر یہ اصول یکساں طور پر نافذ نہیں ہوتے ہیں- جس کی واضح مثال مشرقِ وسطیٰ میں فلسطینیوں کی سرزمین پر غیر قانونی طور اسرائیل کا قیام اور فلسطینیوں کی اپنی سرزمین سے بے دخلی ہے-

پچھلے 75 برسوں سے تن تنہا فلسطینی، اسرائیلی بربریت اور جارحیت کے خلاف اپنی مزاحمت جاری رکھے ہوئے ہیں- ان 75 برسوں کی بدترین جارحیت اور بربریت کا منظر، دنیا گزشتہ برس اکتوبر سے خاموش تماشائی کے طور پر دیکھ رہی ہے- اگر گزشتہ برس 7 اکتوبر سے لے کر تادم تحریر فلسطینیوں خصوصاً غزہ پر ہونے والے مظالم کے اعداد و شمار کا جائزہ لیا جائے تو ایک بھیانک شکل سامنے آتی ہے-

”یونائیٹڈ نیشن آفس فار دی کوارڈینیشن آف ہیومینٹرین افیرز“ کے اعداد و شمار کے مطابق، اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں غزہ میں شہید ہونے والوں کی تعداد 33970 ہے جبکہ 76770 افراد زخمی ہیں- شہید ہونے والوں 10 ہزار سے زائد خواتین اور 15 ہزار سے زائد بچے شامل ہیں- ہزاروں افراد لاپتہ ہیں جن کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے ہیں- ورلڈ بنک کے مطابق، 60 فیصد جو کہ 70 ہزار سے زائد ہاؤسنگ یونٹس تباہ ہو چکے ہیں- 3 چرچ سمیت 233 مساجد تباہ ہو چکی ہیں- 1.7 ملین کے قریب غزہ کے رہائشی دربدر ہوئے ہیں- یو این ویمن کے مطابق، غزہ میں دس لاکھ سے زیادہ خواتین اور بچیوں کو محفوظ پانی اور بنیادی صفائی کی خدمات کی کمی کی وجہ سے غیر انسانی حالاتِ زندگی اور صحت کے سنگین خطرات کا سامنا ہے- ماہ رمضان کے مقدس مہینے اور عید الفطر کے موقع پر بھی اسرائیلی جارحیت جاری رہی-

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوتیریش نے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں اسرائیلی جارحیت پر تبصرہ کرتے ہوئے اسے انسانی جہنم کا منظر قرار دیا ہے- اقوام متحدہ میں فلسطینی مندوب ریاد منصور نے اس عزم کا اظہار کیا کہ فلسطینیوں کے عزم کو شکست نہیں دی جا سکتی، ہماری کوششیں جاری رہیں گی- امریکہ کی جانب سے قرارداد پر ویٹو کرنا، فلسطینیوں کے زخموں پر نہ صرف نمک چھڑکنے کے مترادف ہے بلکہ عالمی نظام کے طاقتوروں کے دوہرے معیارات کو بھی آشکارا کرتا ہے- فلسطینی جن کی سرزمین کو چھینا گیا ان کی کوئی آواز موجود نہیں ہے جبکہ قابض اور جابر اسرائیل کو یہ سہولت حاصل ہے اور عالمی قوانین کو روندتے ہوئے دندناتا پھر رہا ہے- یک طرفہ طور پر ایسے اقدامات ظلم اور جبر کو مزید بڑھاتے ہیں- آج ضرورت اس امر کی ہے کہ منصفانہ نظام عدل کے تحت مظلوموں کی نہ صرف دادرسی کی جائے بلکہ ظالم اور جابر کو احتساب کے کٹہرے میں کھڑا کر کے جارحیت کو روکا جائے-

روزنامہ ڈان اخبار کا

جونا گڑھ پر غیر قانونی بھارتی قبضہ

کے خلاف صحافتی ذمہ داریوں کا جائزہ

(قسط:1)

محمد محبوب
(شعبہ سیاسیات و بین الاقوامی تعلقات - قائد اعظم یونیورسٹی)

ابتدائیہ:

پاکستان کا مشہور و مقبول انگریزی روزنامے ڈان کا اجراء بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے کیا تھا-[1] برصغیر پاک و ہند کی تقسیم سے پہلے 1941ء میں ہفت روزہ کی حیثیت سے شائع ہوتا تھا جس کے بعد یہ 1942ء میں روزنامہ ہو گیا- اس روزنامے کی بنیاد رکھنے کی بنیادی وجہ علیحدہ ملک کی تشکیل کے لئے کام کرنا، کانگریس اور انگریز کے جھوٹے پروپیگنڈے کا مؤثر جواب دینا اور جدوجہد کیلئے رائے عامہ کو ہموار کرنا تھا- 1940ء کے عشرے میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد جب منزل کا تعین ہوا تو بانی پاکستان اور آل انڈیا مسلم لیگ کی ساری جدوجہد کا مقصد ''حصولِ پاکستان'' ٹھہرا-

اس عشرے کے آغاز ہی میں بانئ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح نے عام عوام میں آگاہی پھیلانے کے لئے پریس کے اجراء کی اشد ضرورت محسوس کی جو مسلمانوں کی جدوجہد آزادی کے لئے صحیح معنوں میں آواز بن سکے- اس سلسلے میں آپ نے پورے ہندوستان کا دورہ کیا اور ''لیگ پریس فنڈ'' کا قیام عمل میں لایا گیا- مصنف حاجی موسیٰ لوائی کی تحقیقی کتاب ''عکس بانٹوا'' کے مطابق پریس کے اجراء کی چندہ سازی مہم کیلئے بانئ پاکستان 24 جنوری 1940ء کو ریاست جونا گڑھ کے تعلقہ دربار بانٹوا تشریف لائے-

کاٹھیاواڑ کے کسی بھی شہر میں یہ آپ کا پہلا دورہ تھا- آپ کے دورہ بانٹوا کے دوران عوام میں حصولِ پاکستان کیلئے جوش وولولہ دیدنی تھا- شہر میں داخلے پر بانی پاکستان کا انتہائی فقید المثال استقبال کیا گیا- بانٹوا شہر کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا- قائد اعظم نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بانٹوا، پریس فنڈ ریزنگ کے سلسلے میں تشریف لائے ہیں تو آپ کی ایک آواز پر لوگوں نے لبیک کہتے ہوئے خطیر رقم پیش کی جو آج کے کروڑوں روپے مالیت کے برابر تھی- بانٹوا کے لوگوں کا جوش و خروش کو دیکھتے ہوئے آپ نے گجرات اور کاٹھیاواڑ کے دیگر شہروں کا بھی دورہ کیا- بانٹوا میں قائد اعظم صاحب نے تین دن قیام فرمایا- مصنف حاجی موسیٰ لوائی کی تحقیق کے مطابق:

> ''قائد اعظم کا دورہ بانٹوا تحریک پاکستان کا اہم موڑ ثابت ہوا- بانٹوا سے جمع کئے گئے فنڈ سے انگریزی اخبار ڈان کا اجراء ہوا- جو پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی آواز بن گیا''-[2]

ڈان اخبار کو پاکستان کے قیام سے قبل مسلم لیگ اور مسلمانوں کی آواز سمجھا جاتا تھا جبکہ قیام پاکستان کے بعد یہ اخبار نئی نویلی مملکت کو درپیش مسائل اور ریاستی سطح پر ہونے والے اقدامات کو اجاگر کرتا رہا-

جونا گڑھ کا الحاق پاکستان کے ابتدائی دنوں کا احوال

پاکستان کے قیام کے بعد ڈان اخبار میں شائع ہونے والی خبروں میں ریاست جونا گڑھ اور مملکت پاکستان کے درمیان

[1]Roger D. Long, Dawn Delhi I: Genesis of a Newspaper, https://www.dawn.com/news/1354278

[2]حاجی موسیٰ لوائی، عکس بانٹوا- ڈیجیٹل ایڈیشن (جون، 2010)

الحاق کے متعلق ریاستی سطح پر ہونے والی ہر لمحہ کی گفت وشنید اور اپڈیٹس کو اخبار کے پہلے صفحہ کی شہ سرخیوں کے طور پر خصوصی کوریج دی جاتی تھی۔

جب ریاست جوناگڑھ نے الحاق پاکستان کا اعلان کیا تو اس وقت بھارتی قیادت اور اس کی ایماء پر شرپسند عناصر نے یہ پروپیگنڈہ پھیلانا شروع کر دیا تھا کہ چونکہ جوناگڑھ کی اکثریت آبادی غیر مسلم ہے اس لئے اگر ریاست جوناگڑھ، پاکستان کے ساتھ الحاق کرتی ہے تو غیر مسلم آبادی (یعنی ہندوؤں) کو خطرات لاحق ہونگے۔ بھارتی قیادت اور شرپسند عناصر کے یہ الزامات سراسر جھوٹ اور فریب پر مبنی تھے۔ پچھلے 300 برس سے جوناگڑھ پر حکومت کرنے والا بابی خاندان اپنی رعایا کی خوشحالی اور فلاح وبہبود کے لیے جتنا مخلص تھا اس کا ثبوت ریاست کے خوشحالی اور ترقی سے واضح طور پر لگایا جاسکتا ہے۔ ریاست جوناگڑھ، شاہی ریاستوں کے سلسلے میں مجموعی طور پر پانچویں اور مسلم ریاستوں کے سلسلے میں دوسرے نمبر پر امیر ترین ریاست تھی۔ 11 ستمبر 1947ء کو ڈان اخبار میں چھپنے والی خبر میں دیوان آف جوناگڑھ سر شاہنواز بھٹو کی جانب سے کاٹھیاواڑ پولیٹیکل کانفرنس کے سیکریٹری یو۔ این ڈھیبار کے الزامات کی تردید کی گئی تھی کہ جوناگڑھ کے الحاق پاکستان کے فیصلے کے بعد ریاست میں غیر مسلم آبادی میں خوف ہراس پایا جاتا تھا۔

دیوان آف جوناگڑھ نے ان الزامات کی تردید کرتے ہوئے واضح کیا تھا کہ:

> *"There is generally sense of security and quite among all the people of Junagadh".*[3]

"جوناگڑھ کے تمام لوگوں میں عام طور پر کافی حد تک تحفظ کا احساس ہے"۔

جوناگڑھ کے ہندو لیڈروں کا نواب آف جوناگڑھ ریاست سے وفاداری کا اظہار:

بھارتی قیادت اور شرپسند عناصر کی طرف سے ریاست جوناگڑھ اور نواب آف جوناگڑھ کے متعلق پھیلائے جانے والے منفی پروپیگنڈا کا پول اس وقت کھلتا ہے جب کئی ہندو لیڈروں نے دیوان آف جوناگڑھ کو خط لکھ کر ریاست اور نواب آف جوناگڑھ سے اپنی وفاداری کا اظہار کیا تھا۔ 21 ستمبر 1947ء کی خبر کے مطابق، ٹمبیڈی کے ہندو ملگر اسیوں نے دیوان آف جوناگڑھ کو خط میں اپنی وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے الحاق پاکستان کے فیصلے کی تصدیق کی۔ انہوں نے خط میں واضح لکھا تھا کہ ریاست میں وہ عدم تحفظ کی وجہ نہیں دیکھتے ہیں۔ یہ محض گجراتی پریس اور مشتعل اور دھوکہ باز لوگوں کا پھیلایا پروپیگنڈا تھا کہ خوف وہراس کے باعث جوناگڑھ سے بڑی تعداد میں لوگ ہجرت کر رہے تھے۔[4]

Page 8.

Junagadh's Instrument of Accession: Pakistan to make laws for the State

Ruler's sovereignty unimpaired: Defence, Foreign Affairs and Communications to be dealt with by Dominion

The State of Junagadh had acceded to the Dominion of Pakistan by signing the Instrument of Accession, it was officially announced by the Ministry of Foreign Affairs Government of Pakistan.

The Instrument of Accession runs

"Whereas, the Indian Independence

Western India States

جوناگڑھ کا الحاق پاکستان:

17 ستمبر 1947ء کو ڈان اخبار میں باقاعدہ ریاست جوناگڑھ کے پاکستان سے الحاق کے متعلق وزارت خارجہ کے پریس نوٹ کے حوالے سے خبر شائع ہوئی۔ خبر کے مطابق، الحاق کی دستاویز پر دستخط ہونے کے بعد ریاست جوناگڑھ کا پاکستان کے ساتھ باقاعدہ الحاق ہو گیا تھا۔ اسی طرح 18 ستمبر 1947ء کو Junagadh's Instrument of Accession: Pakistan to make laws for the State کے عنوان سے مکمل الحاق کی دستاویز کو شائع کیا گیا تھا۔ خبر کے مطابق حکمران کی خودمختاری unimpaired رہے گی جبکہ دفاع، خارجہ امور اور مواصلات کو ڈومنین آف پاکستان کنٹرول کرے گا۔[5]

[3]Dawn, September 11, 1947.
[4]Dawn, September 21, 1947.
[5]Dawn, September 18, 1947.

گجراتی پریس کا پروپیگنڈا

یہاں یہ بات قابلِ ذکر رہے کہ کاٹھیاواڑ اور اس کے گردونواح میں چھپنے والی گجراتی پریس اور اخبارات جونا گڑھ کے الحاق پاکستان کے فیصلے کے خلاف ریاست میں بدامنی پھیلانے کے لئے مسلسل پروپیگنڈا پھیلا رہے تھے-17 ستمبر 1947ء کی خبر کے مطابق، جونا گڑھ اتھارٹی نے اس پروپیگنڈا کے روک تھام کے لئے بمبئی اور احمد آباد سے آنے والے تین گجراتی روزناموں پر جونا گڑھ میں داخلے پر پابندی عائد کر دی تھی-نوٹیفکیشن کے مطابق:

> *"Contain words and matter tending to bring into contempt the Government of Junagadh State and to stir up communal trouble". 6*

ان پر پابندی عائد کی گئی ہے کیونکہ ان میں ریاست جونا گڑھ کی حکومت کی توہین کرنے اور فرقہ وارانہ فساد کو ہوا دینے کے لیے الفاظ اور معاملات شامل ہیں-

ان اخبارات میں بمبئی سے جنم بھومی (Janmabhumi) اور ویندے ماترم (Vandemataram) اور احمد آباد سے سندیش (Sandesh) شامل تھیں-

مہاجرین کی دیکھ بھال کیلئے کمیٹی کا قیام:

پاکستان سے الحاق کے بعد ہندوستان کے مختلف حصوں اور علاقوں سے متاثر شدہ مسلمان ہجرت کر کے جونا گڑھ پہنچ رہے تھے-21 ستمبر 1947ء کی خبر کے مطابق، آفیشل اور غیر آفیشل افراد پر ایک کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا جن کا بنیادی مقصد ہندوستان کے مختلف متاثرہ علاقوں سے آنے والے مہاجرین کی دیکھ بھال کرنا تھی-[7]

بھارتی قیادت کا جھوٹا پروپیگنڈا اور اس کا جواب

جونا گڑھ کا پاکستان سے باقاعدہ الحاق ہونے کے بعد بھارت کی طرف سے یہ پروپیگنڈہ پھیلایا گیا کہ ریاست جونا گڑھ کا پاکستان کے ساتھ شامل ہو گیا تو جونا گڑھ میں بسنے والی غیر مسلم آبادی کو خطرات لاحق ہونگے- حالانکہ یہ بات سراسر جھوٹ اور فریب تھا جسے پھیلانے کا واحد مقصد ریاست پر اپنا قبضہ جمانے کے لئے راستہ ہموار کرنا تھا-اعدادو شمار کے مطابق الحاق پاکستان کے وقت جونا گڑھ کی 80 فیصد آبادی غیر مسلم تھی جبکہ 20 فیصد مسلمان تھی- یہ سوال بجا طور پر اٹھتا ہے کہ 20 فیصد سے 80 فیصد آبادی کو کیا خطرات لاحق ہو سکتے تھے جبکہ صدیوں سے یہ پر امن طریقے سے اپنی زندگی بسر کر رہے تھے- 18 ستمبر 1947ء کو انڈین سٹیٹ منسٹری کے ترجمان کے حوالے سے ڈان میں چھپنے والی خبر کے مطابق، اقلیتوں کی حفاظت کیلئے راجکوٹ میں بھارتی فوجیوں کو بھیجا گیا- اس خبر کے مطابق بھارتی فوجیوں کو ان علاقوں میں بھیجا گیا جنہوں نے انڈین یونین کے ساتھ الحاق کیا تھا-

بھارتی سٹیٹ منسٹری نے اس بات کی تردید کی "وہ بھارتی فوج کو جونا گڑھ میں داخل کرنے کی غرض سے راجکوٹ میں بھیج رہے تھے"-ترجمان کے مطابق:

> *"Our troops are going as a precautionary measure into our own territory or into territory of the States, who have acceded to the Union and have frontiers adjoining Junagadh". 8*

"ہمارے فوجی احتیاطی اقدام کے طور پر ہمارے اپنے علاقے یا ریاستوں کے علاقے میں جا رہے ہیں، جنہوں نے یونین سے الحاق کیا ہے اور جن کی سرحدیں جونا گڑھ سے ملحق ہیں"-

اسی خبر کے مطابق ایڈیشنل سیکرٹری سٹیٹ منسٹری مسٹر سی سی ڈیسائی نے انہی دنوں بمبئی کا دورہ کرتے ہوئے جام صاحب آف نواں نگر سے ملاقات کی تھی-جونا گڑھ کے متعلق منفی اور جھوٹا پروپیگنڈا پھیلانے میں جام صاحب آف نواں نگر کا کردار رہا تھا جسے آئندہ مضامین میں تفصیلاً ذکر کیا جائے گا-

---

[6]Dawn, September 17, 1947.

[7]Dawn, September 21, 1947.

[8]Dawn, September 18, 1947.

بھارتی سٹیٹ منسٹری کے ترجمان کی میڈیا رپورٹس میں چھپنے والی اس بات کی تردید کرنا کہ ”راجکوٹ میں بھارتی فوجیوں کو جونا گڑھ میں داخل کرنے اور قبضہ کرنے کے لئے بھیجا جا رہا تھا“ کے برعکس بھارتی گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن واضح طور پر یہ کہہ چکے تھے کہ 15 ستمبر 1947ء کو جونا گڑھ کا پاکستان سے باقاعدہ الحاق ہونے کے بعد 17 ستمبر 1947ء کو بھارتی کابینہ کی میٹنگ میں بھارتی قیادت پہلے ہی فیصلہ طے کر چکی تھی کہ جونا گڑھ کے مسئلہ کا واحد حل ”فوجی کاروائی“ (Military Action) تھا۔[9]

17 ستمبر 1947ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی صدارت میں ہونے والی کابینہ میٹنگ میں ریاست جونا گڑھ کے گرد فوجی محاصرہ اور کاروائی کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

”بھارتی قیادت لارڈ ماؤنٹ بیٹن سے میٹنگ سے پہلے ہی جونا گڑھ پر فوجی کاروائی کا فیصلہ کر چکی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ گورنمنٹ آف انڈیا جونا گڑھ کے معاملے پر کوئی کمزوری نہ دکھائے“۔[10]

اس فیصلے کے بعد ریاستِ جونا گڑھ کے ارد گرد فوجی محاصرے کیلئے بھارتی افواج کو تعینات کر دیا گیا تھا۔ ایلن کیمبل-جانسن کے نوٹ کے مطابق بھارتی کابینہ 17 ستمبر 1947 کو ہی ملٹری ایکشن پلان ترتیب دے چکی تھی۔

"The Cabinet had fully prepared itself to approve military measures".[11]

”کابینہ مکمل طور پر اپنے آپ کو (جونا گڑھ) پر فوجی کاروائی کے لئے تیار کر چکی تھی“۔

بھارتی گورنر جنرل ماؤنٹ بیٹن نے برطانوی بادشاہ کے نام رپورٹ میں یہ بھی لکھا کہ وزیر اعظم نہرو اور ڈپٹی وزیر اعظم سردار پٹیل کے ذہنوں میں ریاست جونا گڑھ کے متعلق عسکریت پسندی (Militant frame of Mind) تھی۔[12]

17 ستمبر 1947ء کو ہونے والی کابینہ کی میٹنگ کے مندرجات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ جونا گڑھ کے ارد گرد فوجیں کھڑی کرنے کے علاوہ معاشی سپلائی لائن منقطع کرنے کا فیصلہ ہوا تھا۔[13]

Formalities with Junagadh State

A formal standstill agreement between the Government of Pakistan and the Junagadh State was signed on September 9, 1947, says a Press communique issued by the Ministry of Foreign Affairs of the Pakistan Government.

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح بھی جونا گڑھ کے قریب بھارتی فوجی محاصرے سے بخوبی واقف اور آگاہ تھے اور بھارتی قیادت کے مذموم مقاصد اور عزائم کو بھانپ چکے تھے۔ آپ نے بھارتی گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے سامنے جونا گڑھ کے قریب فوجی محاصرے پر تنبیہ کرتے ہوئے لکھا تھا:

”اطلاع ملی ہے کہ پاکستان سے الحاق شدہ ریاست جونا گڑھ اور کاٹھیاواڑ کی دوسری ریاستوں کی سرحدوں پر ہندوستانی فوجوں کا اجتماع جمع ہو رہا ہے-----یہ اقدام جونا گڑھ کی خودمختاری یا اس کے علاقے میں خلل اندازی کو معاندانہ اقدام سمجھا جائے گا-----فوجیں کسی بہانے سے جونا گڑھ کے علاقے میں زبردستی داخل ہونے کی غلطی نہ کریں“۔[14]

ان تاریخی حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جونا گڑھ کے ارد گرد فوج جمع کرنے کا بھارت کا قطعاً یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ جونا گڑھ میں بسنے والی ہندو آبادی یا بھارت کے ساتھ الحاق کرنے والی ریاستوں کو تحفظ فراہم کرنا تھا بلکہ فوج کی تعیناتی سے جونا گڑھ کا فوجی محاصرہ اور قبضہ مقصود تھا۔

☆☆☆

[9]H.V. Hodson, The Great Divide: Britain-India-Pakistan. London: Hutchinson & Co. 1969.
[10]Hodson, The Great Divide.
[11]Z. H. Zaidi, Quaid-i-Azam Papers Project. (1993). Vol 8.
[12]Hodson, The Great Divide.
[13]Avtar Singh Bhasin, India–Pakistan Relations 1947–2007 A Documentary Study. Published in Cooperation with Public Diplomacy Division Ministry of External Affairs of India. Vol, 6. Document No 1939.
[14]Jinnah Papers, Vol. 8.

سلطنت عثمانیہ کے نامور فقیہ

علامہ محمد زاہد الکوثری

ذیشان القادری

ایک عالم کے لیے انتہائی کرب ناک بات ہے کہ وہ اللہ کی زمین پر لادینیت کو رائج دیکھے جہاں دینی اقدار کو پامال اور مسخ کیا جاتا ہو- گو کہ ایسے مشکل حالات میں اسے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو حکمت اور صبر و استقامت کے ساتھ لے کر چلنا چاہیے لیکن جہاں صبر و تحمل کا پیمانہ لبریز ہو کر اپنی جان پر ظلم کی حد میں داخل ہو جائے وہاں ہجرت کی صورت میں قدرت نے کرم نوازی کر رکھی ہے- بہتر موقع اپنانا ہر انسان کا حق ہے تا کہ انسان مضبوطی حاصل کر کے مایوسی اور ظلم کا شکار ہونے کی بجائے امید اور خود اعتمادی سے بھر پور زندگی گزارے- اصحاب کہف کے طریق پر ظلم و استبداد کے چنگل سے اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے کی صورت میں کشادگی و فراخی کا وعدہ تو خود خالقِ کائنات نے کر رکھا ہے- آیئے عہدِ جدید میں ایسے ہی ایک شخصیت کی زندگی پر ایک نظر دوڑائیں جو مشکل حالات میں اپنی علمی خدمات سر انجام دیتے رہے اور جب حالات سنگین نوعیت اختیار کرنے لگے تو انہوں نے ہجرت اختیار کی-

ترکیہ سے تعلق رکھنے والے علامہ محمد زاہد بن حسن الکوثری (1879ء-1952ء) مشہور عالم، محدث، فقیہ اور متکلم تھے- آپ نے عثمانیہ سلطنت میں شیخ الاسلام کے نائب برائے تعلیم کی ذمہ داری بھی سر انجام دی- جامعۃ الازھر کے مشہور مفکر و محقق **علامہ ابو زہرہ مصری نے آپ کو چودھویں صدی ہجری کا "مجدد" قرار دیا-** فقہ، حدیث اور اصولِ فقہ آپ کا فنِ مہارت تھا- آپ نے فقہ حنفیہ کا مدلل انداز میں دفاع کیا اور حنفی فقہ کی نامور شخصیات پر کتب بھی تحریر کیں- اس کے علاوہ آپ نے بہت سی روایتی دینی کتب کی تقدیم و تعلیق بھی کی-

ہجرت سے قبل ترکیہ کی زندگی:

علامہ الکوثری کے والد الحاج حسن آفندی نے Caucasus کے علاقے سے روسی مظالم کی وجہ سے ہجرت کی اور ترکیہ میں آ کر قیام پذیر ہو گئے- آپ کی پیدائش ترکیہ میں دوزجہ قصبہ (Düzce) کے نزدیک واقع اپنے والد کے نام سے مشہور بستی الحاج حسن آفندی میں بروز منگل 28 شوال 1296ھ (1878ء) کو ہوئی-[1] آپ نے اپنے والدِ گرامی سے فقہ و حدیث کا علم حاصل کیا اور دیگر اساتذہ سے فارسی، جغرافیہ، ریاضی اور دیگر علوم دوزجہ میں ہی حاصل کیے- پندرہ برس کی عمر میں آپ استنبول چلے گئے- الفاتح مسجد میں 11 سال تک آپ نے شیخ ابراہیم حقی، شیخ زین العابدین الصوفی، شیخ حسن القسطمونی اور دیگر علماء سے صرف، بلاغت، ادب، فقہ، اصول توحید، مصطلح الحدیث، تفسیر، حدیث، منطق اور آدابِ مناظرہ کا علم حاصل کیا-[2] آپ کے والد کا تصوف سے خاص لگاؤ تھا جس وجہ سے وہ آپ کو بھی اس طرف رجحان رکھنے کی تلقین کرتے[3] اس حوالے سے آپ نقشبندی شیخ حسن حلمی آفندی سے وابستہ رہے-[4]

28 سال کی عمر میں آپ کی تدریس کا سلسلہ مکمل ہو گیا جس کے بعد آپ نے الفاتح مسجد میں ہی پڑھانا شروع کر دیا- امام زاہد الکوثری نصاب میں اصلاحات پر بنائی جانے والی کمیٹی کے رکن بنے- کچھ قوتیں اسلامی تعلیم کا دائرہ کار کم کرنا چاہتی تھیں (مثلاً انہوں نے عربی زبان کی کلاسیں کم کرنے کی کوشش کی) لیکن آپ نے ان کی اس خواہش کے بر خلاف اس کا دائرہ

[1] العقیدۃ وعلم الکلام من اعمال الإمام محمد زاہد الکوثری، ص:10، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 2004م

[2] شیخ علماء الإسلام محمد زاهد الکوثري–عصره وآراؤه، ص:25، کلیۃ العلوم الإسلامیۃ، جامعۃ الجزائر

[3] Late Ottoman Origins of Modern Islamic Thought Turkish and Egyptian Thinkers on the Disruption of Islamic Knowledge by Andrew Hammond, Page No. 49, Cambridge University Press, 2022

[4] Zahid Kawthari's Scientific Activity and its Peculiarities by Khabibidinov Baburshah Abduvali Ugli, Master of the International Islamic University of Uzbekistan, October 2023

کار بڑھوا دیا تا کہ طلباء ضروری روایتی علوم حاصل کریں -[5]

1919ء میں آپ کو شیخ الاسلام مصطفیٰ صابری آفندی کا نائب برائے تعلیم (وکیلِ درسی: تدریسی کونسل کا صدر) مقرر کیا گیا- جس کی ذمہ داری پوری سلطنتِ عثمانیہ کے تحت علما و مدارس کی نگرانی کی تھی- آپ نے کسی بڑے عہدے دار کو خوش کرنے کے لیے اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں برتی جس پر آپ کو اس عہدے سے ہٹا دیا گیا- عثمانیہ سلطنت کے خاتمہ کے بعد ایک نیا دور شروع ہوا جس میں مذہب پہ سختیاں شروع کی گئیں علما کی پکڑ دھکڑ کرنا شروع کی، مدارس بند کروائے، خواتین کے پردہ کرنے پر پابندی عائد کی، الکوحل کے استعمال کو جائز قرار دیا، اذان کو عربی کی بجائے ترکی زبان میں دینے کا حکم دیا- ان حالات میں ان کا وہاں رہنا محال ہو گیا-

ہجرت کے بعد مصر کی زندگی

1922ء میں جب حکومت نے امام الکوثری کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تو آپ ایک بحری جہاز پر اسکندریہ (مصر) چلے گئے پھر قاہرہ میں سکونت اختیار کی-[6] آپ عربی، فارسی، ترکی اور سرکیشیائی زبانوں پر عبور رکھتے تھے- ترکیہ میں ابتدائی پیدائش و پرورش کے باوجود آپ کی علمی زندگی خالصتاً عربی تھی- قاہرہ میں قیام کے دوران دارالمحفوظات (State Archives) میں دستاویز کا ترکی سے عربی میں ترجمہ کرنے کا کام سر انجام دیتے رہے- آپ مصر سے دو مرتبہ شام بھی گئے لیکن پھر واپس آ گئے اور وصال تک قاہرہ میں مقیم رہے- شام میں کئی شیوخ سے اسناد حاصل کیں جن میں ابو الخیر الحنفی، محمد ابن جعفر الکتانی، محمد ابن سعید ابن احمد، محمد صالح الآمدی الحنفی، محمد توفیق الایوبی اور مشہور محدث بدرالدین الحسنی شامل ہیں-

آپ کو شام، مصر اور ترکیہ میں بہت سے نایاب مخطوطات ملے-[7] جبکہ قاہرہ کا متنوع علمی، سماجی و سیاسی ماحول ترکیہ کے نسبتاً یکساں فکری ماحول سے بہت مختلف تھا جس وجہ سے آپ میں کام کے لیے جوش و جذبہ پیدا ہوا- اس طرح انہیں دنیا کے مختلف حصوں کے علما سے ملنے کا موقع ملا، بڑی لائبریریوں اور قدیم نسخہ جات تک رسائی کا موقع میسر آیا اور تحریر و تقریر کی آزادی ملی-[8] دین کی روایتی تعلیمات کو برقرار رکھنے کے غیر متزلزل عزم کی وجہ سے آپ تمام قسم کے درپیش اختلافات سے نبرد آزما ہوئے اور نام نہاد جدت پسند مفکرین کا علمی طور پر مقابلہ کیا- آپ کی اولاد میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تھیں جو کہ آپ کی زندگی ہی میں یکے بعد دیگرے وفات پا گئیں- آپ نے 19 ذی القعدہ بروز اتوار 1371ھ (1952ء) کو مصر میں وفات پائی-[9] ان کی نماز جنازہ جامع الازہر میں ادا کی گئی اور قرافہ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) میں سپرد خاک کیا گیا-[10]

افکار و خدمات

علامہ صاحب کا جامعۃ الازہر کے طلبا سے گہرا تعلق تھا اور انہیں اپنے نصاب، شیڈول اور نظم و ضبط کے حوالے سے تجاویز فراہم کرنے کے علاوہ دیگر آداب میں بھی رہنمائی کرتے تا کہ دین اسلام کی خدمت کے لیے بہترین علماء تیار ہوں- خواتین کے حجاب اختیار کرنے کی تعریف اور حوصلہ افزائی کی-[11] آپ کے نزدیک تجدید قوم کے فکری و روحانی مسائل سے نکلنے کیلئے قوتِ ارادہ کی پختگی لازم عنصر ہے- تجدید کوئی علم نہیں جسے حاصل کر لیا جائے نہ ہی یہ محض باتیں ہیں بلکہ ان اصولوں کے ساتھ خود کو وابستہ کرنا ہے جو دونوں جہانوں میں خوشی کا ضامن ہوں اور ثابت قدمی پیدا کریں-[12] نفسانی خواہشات سے نمٹنے کے لیے کاملین سے رہنمائی لینا انتہائی اہم ہے چونکہ ان

[5] https://www.livingislam.org/o/kawth_e.html

[6] الأعلام، خیر الدین الزرکلي، ج:6، ص:129، الناشر: دار العلم للملايين، مایو 2002

[7] آثار امام ابو یوسف، رئیس احمد جعفری، ص:392، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، 1960

[8] https://al-miftah.com/allamah-kawthari-rahimahullah

[9] العقیدۃ وعلم الکلام من اعمال الإمام محمد زاہد الکوثری، ص:11، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 2004م

[10] الإمام محمد زاہد الکوثری واسہاماتہ فی علم الروایۃ والإسناد، ص:22، دار الفتح للدراسات والنشر، 2009م

[11] https://muslimvillage.com/2017/03/09/77422/muhammad-zahid-al-kawthari-influences-hijab

[12] علماء التراث وقضایانا المعاصرۃ – محمد زاہد الکوثری، محمد عبد الفضیل القوصی، مجلۃ الازہر، رمضان 1441ھ، مایو 2020م

لوگوں کا تعلق پاک عالم سے ہوتا ہے- کثیر تعداد میں لوگوں نے امام زاہد الکوثری سے تحصیلِ علم کیا- شیخ عبد الفتح ابوغدہ، عبداللہ الغماری، احمد خیری، محمد امین سراج اور حسام الدین القدسی کا شمار آپ کے نمایاں شاگردوں میں ہوتا ہے-[13]

تصنیفات:

آپ نے ترکیہ، مصر اور شام کے کتاب خانوں سے قدیم نسخہ جات ڈھونڈ کر ان کی تقدیم و تعلیق(Introduction and Annotation) کر کے محفوظ کیے جو بصورت دیگر معدوم ہو سکتے تھے-[14] آپ نے تاریخ، فقہ، حدیث، تفسیر اور کلام پر ستاون مطبوعات کا دیباچہ تحریر کیا- آپ کی بہت سی تصنیفات ہیں، جن میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں:

مقالات الکوثری

آپ نے مصر میں جرائد کیلئے حدیث، فقہ اور اصول سمیت مختلف موضوعات پر تقریباً 100 مقالات لکھے جو آپ کی وفات کے بعد آپ کے شاگرد سید احمد خیری نے اس کتاب میں اکٹھے کیے-[15]

تانیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمه ابی حنیفه من الاکاذیب

اس کتاب میں آپ نے امام ابو حنیفہ پر لگائے گئے اعتراضات کا جواب دیا اور جرح وتعدیل، تراجم الرجال اور فقہ و عقیدہ سے متعلق تحقیق کی گئی-[16]

نظرة عابرة فی مزاعم من ینکر نزول عیسی (علیہ السلام) قبل الآخرة

اس کتاب میں آپ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے نزول کو ثابت کیا-[17] مزید بر آں خبر واحد کی عقیدے میں حجیت کا دفاع کیا-[18]

محق التقول فی مسئلة التوسل

اس میں آپ نے وسیلہ کے مسئلے پر قرآن کریم و احادیث مبارکہ سے دلائل بیان کیے-[19]

النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبة علی ابی حنیفة

امام ابن ابی شیبہ کے مطابق امام ابو حنیفہ 125 اہم مسائل پر احادیث سے مختلف رائے رکھتے تھے - امام زاہد الکوثری نے دونوں اطراف کے دلائل کو احتیاط سے دیکھ کر یہ اخذ کیا کہ مسئلہ فقہا کے مختلف تفہیم وادراک کی وجہ سے پیدا ہوا-[20]

فقه اہل العراق وحدیثهم

یہ کتاب سرزمینِ کوفہ میں قرآن و حدیث اور فقہ و اصول کے مقام کو نمایاں کرتی ہے-[21] اس میں قیاس، اجتہاد اور استحسان پر بات کی گئی ہے- اس کے علاوہ اس میں فقہ حنفیہ کے حفاظ و محدثین کا اجمالی تعارف کروایا گیا ہے جبکہ جرح وتعدیل کی کتابوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے-

إرغام المرید فی شرح النظم العتید لتوسل المرید

اپنے سلسلۂ طریقت کے متعلق نظم لکھی اور اس کی تشریح کی-

اللامذہبیه قنطره اللادینیه (Anti-Madhabism a Bridge to Irreligion)

اس رسالہ میں آپ نے فقہ کی تاریخ کا اجمالاً ذکر کیا اور فقہی مذاہب کی پیروی نہ کرنے کو لادینیت کی طرف رابطے کا پُل قرار دیا-

التحریر الوجیز فیما یبتغیه المستجیز

اس میں آپ نے اپنے اساتذہ و تلامذہ کی اسناد بیان کیں اور 24 شیوخ کی سوانح عمری تحریر کی جن سے آپ نے مصر آنے سے قبل علم حاصل کیا-[22]

---

[13]https://hadithnotes.org/the-life-and-thought-of-imam-zahid-al-kawthari

[14]علماء التراث وقضايانا المعاصرة–محمد زاهد الكوثري، محمد عبد الفضيل القوصي، مجلة الازهر، رمضان 1441ھ، مایو 2020م

[15]الأعلام، خير الدين الزركلي، ج:6، ص:129، الناشر: دار العلم للملايين، مایو 2002

[16]https://al-miftah.com/allamah-kawthari-rahimahullah

[17]Ibid.

[18]شيخ علماء الإسلام محمد زاهد الكوثري–عصره وآراؤه، ص:36، كلية العلوم الإسلامية، جامعة الجزائر

[19]وسیلہ دلائل کی روشنی میں (محق التقول فی مسئلہ التوسل)، علامہ محمد زاہد الکوثری المصری، مترجم، مولانا افتخار قادری مصباحی، المجمع الاسلامی

[20]https://al-miftah.com/allamah-kawthari-rahimahullah

[21]فقه أهل العراق وحديثهم، العلامة المحقق محمد زاهد الكوثری، ص:12-13، المكتبه الازهرية للتراث

[22]Late Ottoman Origins of Modern Islamic Thought Turkish and Egyptian Thinkers on the Disruption of Islamic Knowledge by Andrew Hammond, Page No. 49-50, Cambridge University Press, 2022

إحقاق الحق بإبطال الباطل فى مغيث الخلق ويليه أقوم المسالك فى بحث رواية مالك عن أبى حنيفة عن مالك

اس کتاب میں فقہی مسالک کا موازنہ کیا گیا ہے جبکہ اس کے ساتھ منسلک مختصر رسالہ میں امام مالک کا امام ابو حنیفہ سے اور امام ابو حنیفہ کا امام مالک سے روایات لینے پر بحث کی ہے۔[23]

الترحيب بنقد التأنيب

امام الکوثری کی کتاب تانیب کے جواب میں عبدالرحمٰن المعلمی نے تنکیل لکھی جس پر الکوثری نے یہ رسالہ تحریر کیا۔[24]

من عبر التاريخ في الكيد للإسلام

اس میں تاریخِ اسلامی میں اندرونی و بیرونی فتنہ اور سازشوں پر بات کی گئی ہے۔[25]

الإشفاق على احكام الطلاق

طلاق کے متعلق احکاماتِ شریعت بیان کیے ہیں۔

صفعات البرهان على صفحات العدوان

اس میں آپ نے محب الدین الخطیب کی جانب سے ابو بکر ابن العربی کی کتاب العواصم من القواصم کے کچھ حصے پہ کئے گئے تبصرے پر تنقید کی۔

رفع الاشتباه عن حكم كشف الراس ولبس النعال فى الصلاة

نماز کے دوران سر ننگا رکھنے اور جوتے پہننے کے مسئلے پر لکھا۔

حنين المتفجع وانين المتوجع

یہ نظم آپ نے پہلی جنگ عظیم کی ہولناکیوں کے متعلق لکھی۔[26]

الإفصاح عن حكم الإكراه فى الطلاق والنكاح

جبر واکراہ کے تحت نکاح وطلاق کے فقہی مسئلے پر بات کی گئی ہے۔[27]

الاستبصار فى التحدث عن الجبر والاختيار

اس میں آپ نے جبر وقدر کے مسئلے پر روشنی ڈالی ہے۔

آپ نے آئمہ ءاحناف کی سوانح عمری پر درج ذیل کتب لکھیں:

- حسن التقاضى فى سيره الإمام ابى يوسف القاضى
- بلوغ الامانى فى سيره الإمام محمد بن الحسن الشيبانى
- لمحات النظر فى سيره الإمام زفر
- الإمتاع بسيرة الإمامين الحسن بن زياد وصاحبه محمد بن شجاع
- الحاوى فى سيره الإمام ابى جعفر الطحاوى

ان کے علاوہ بھی آپ کی دیگر تصانیف و مخطوطات ہیں۔ مصر آنے سے قبل لکھی گئی آپ کی کچھ کتب کھو بھی گئیں۔

حرفِ آخر:

سلطنتِ عثمانیہ کے اختتام پر جب الحاد کے گھٹا ٹوپ اندھیرے امام زاہد الکوثری کے عہد پر منڈلا رہے تھے تو آپ نے صبر و استقامت کے ساتھ دینِ حق کی سربلندی کے لیے جدوجہد کی، اور دین کی حقانیت کے اظہار میں آڑے آنے والے شکوک و شبہات کو رفع کیا۔ جب آپ کا سامنا ایسے لوگوں سے ہوا جو دین اور دنیا کو علیحدہ لے کر چلتے تا کہ دستورِ حیات میں دین کے نفاذ کی بجائے اپنے خواہش کے مطابق حکمرانی کریں تو آپ نے دینِ حق کا علم اٹھایا۔ الحاد کا ظلم سہنے یا اس کے سامنے جھکنے کی بجائے ہجرت کا انتخاب کیا جس کے بعد آپ کو دین کا کام کرنے کا بھرپور موقع میسر آیا۔ آپ کی زندگی کو دیکھ کر یہ جذبہ ملتا ہے کہ حالات کتنے ہی نامساعد کیوں نہ ہوں حق کا علم بردار رہتے ہوئے عمل کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

☆☆☆

[23]https://www.livingislam.org/o/kawth_e.html

[24]https://attahawi.com/2009/06/15/tanib-al-khatib-of-allamah-muhammad-zahid-al-kawthari

[25]من عِبَر التاريخ في الكيد للإسلام، محمد زاهد الكوثري، ص:3، المكتبة الازهرية للتراث

[26]https://www.livingislam.org/o/kawth_e.html

[27]شيخ علماء الإسلام محمد زاهد الكوثري–عصره وآراؤه، ص:34، كلية العلوم الإسلامية، جامعة الجزائر

(رپورٹ)

سالانہ ملک گیر دورہ

اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین

(حصہ دوم)

میلادِ مصطفےٰ ﷺ و حق باھُو کانفرنس

فَفِرُّوْا اِلَی اللہِ

زیرِ قیادت: سالارِ عارفین، وارثِ میراثِ سلطان العارفین
جانشینِ سلطان الفقر
حضرت سلطان محمد علی صاحب
سرپرستِ اعلیٰ: اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین
دربارِ گوہر بار؛ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ

ادارہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللہُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللہُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ“[1]

اے محبوب (ﷺ) تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبر دار ہو جاؤ- اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے-

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے دوستی اور محبت کا دعویدار ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے محبوب کریم (ﷺ) کی اتباع و فرمانبر داری کرے- جو ایسا کرے گا سو تو نہ صرف اللہ اسے اپنا دوست اور محبوب بنالے گا بلکہ اس کے گناہوں کو بھی بخش دے گا- حضرت آدم (علیہ السلام) سے لے کر حضور نبی کریم (ﷺ) تک اور آپ (ﷺ) کے صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین، اولیاء، فقراء، فقہاء، علماء اور مشائخ کا یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ اتباعِ نبوی (ﷺ) کی دعوت دیتے ہیں کیونکہ جو آپ (ﷺ) کی اتباع میں آگیا اس نے راہ حق پالی- حضور نبی کریم (ﷺ) کو قرآن مجید نے ”داعی الی اللہ“ کہہ کر مخاطب فرمایا ہے اور یہی وہ عظیم سنتِ نبوی (ﷺ) ہے جو آپ (ﷺ) کی امت کے اولیاء و علماء لازمی پوری کرتے ہیں- بھٹکی ہوئی انسانیت کو صراطِ مستقیم کی دعوت دیتے ہیں، خالق و مخلوق کے منقطع شدہ رابطے کو بحال کرتے ہیں اور انسان کے نفس و قلب کو پاک کرکے اسے حقیقت و معرفت کا درس دیتے ہیں- اس مادہ پرستانہ دور میں قرآن مجید کی اسی دعوتِ ”فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ“ اور معراجِ انسانیت کی خاطر دربارِ عالیہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز سے ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ چلائی گئی- جس کا مقصد قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں تعلیماتِ اولیاء کو تمام انسانوں تک پہنچانا ہے- اولیاء اللہ کی تعلیمات سراپا دعوت الی اللہ، اتباعِ رسول اللہ (ﷺ) اور حقیقتِ انسان پر مبنی ہیں-

اس سال انعقاد پذیر ہونے والے شاندار تربیّتی واِصلاحی سالانہ اجتماعات کی تفصیل اور خطابات کی مختصر رپورٹ ملاحظہ فرمائیں-

لیہ: 01-01-2024 جامعہ غوثیہ عزیزیہ انوار حق باھو سلطان

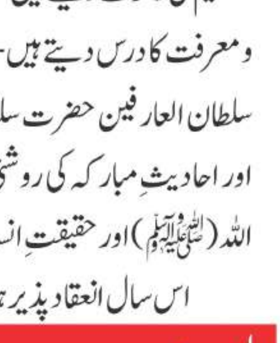

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

”وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ“[2]

”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں“-

یعنی جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں انہیں مردہ نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ انہوں نے اپنی جان کے بدلے میں اپنے مالک کی رضا کو حاصل کر لیا ہے- جو ذکر سے غافل ہو جاتا ہے محبوب حقیقی کی رضا کی

[1] (آلِ عمران:31)

[2] (البقرۃ:154)

جستجو نہیں کرتا وہ مردہ ہے- یہ دنیا آزمائش گاہ ہے کہ کس نے اپنے دل کو دنیا کی محبت میں لگا دیا اور کس نے اپنے مولا کی یاد میں دل کو محو کر دیا- اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا کہ جو اللہ کے نیک بندے ہیں چاہے صبح ہو یا شام وہ اپنے مالک کی یاد سے لمحہ بھر کے لیے بھی غافل نہیں ہوتے- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ“[3] ”اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچ جاؤ“-

حضور نبی کریم (ﷺ) کا فرمان مبارک ہے کہ جو ذکر کرتا ہے وہ زندہ اور جو ذکر نہیں کرتا وہ مردہ کی مثل ہے- چنانچہ ابدی حیات اپنے محبوب کی چاہت پہ زندگی گزارنے اور اس کی یاد میں پوشیدہ ہے-

بھکر: 02-01-2024 **جامعہ غوثیہ عزیزیہ انوار حق باھو سلطان، ڈمیوالہ**

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

”يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ“[4]

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو“-

اہلِ حق ہمارے سینوں کو سچائی اور حضور اکرم (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کے صحابہ و اہل بیت (رضی اللہ عنھم) کی محبت کیلئے کھولتے ہیں- امام فخر الدین الرازی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ زمین اللہ والوں سے خالی ہو گئی تو بنیادی طور پر وہ اس آیت کے ساتھ اپنا تنازعہ پیدا کر رہا ہے کیونکہ ایمان والوں کیلئے صادقین کے ساتھ ہونا اُسی صورت ممکن ہے جب صادقین موجود ہوں- چنانچہ قیامت تک اولیاء اللہ موجود رہیں گے- ابلیس کا حضرت آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرنے سے انکار کی وجہ یہ تھی کہ اس نے عظمتِ انسان کا انکار کیا تھا جبکہ حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے حضرت آدم (علیہ السلام) کے باطن کا نور دیکھ لیا تھا اور سب سے پہلے اللہ کے حکم سے حضرت آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کیا- انسان کی مادی خواہشات اور نفس ہر اس کام کی جانب مائل ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے- اس لئے مولانا روم (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ جب تک خواہشاتِ نفسانی کو مرشدِ کامل کی رہنمائی سے فنا نہ کیا جائے، اس وقت تک اس شر سے بچنا مشکل ہے- مولانا مزید فرماتے ہیں کہ سانحہ یہ ہے کہ انسان اپنی ہمت کا گھوڑا سیاروں کی طرف دوڑا کر نجومی اور ستارہ شناس تو بن گیا، لیکن حقیقتِ آدم کو نہ پہچان سکا- یعنی آدم کو پہچاننے کے لیے جبریل کی آنکھ چاہئے جس سے وہ نہ صرف آدم کے

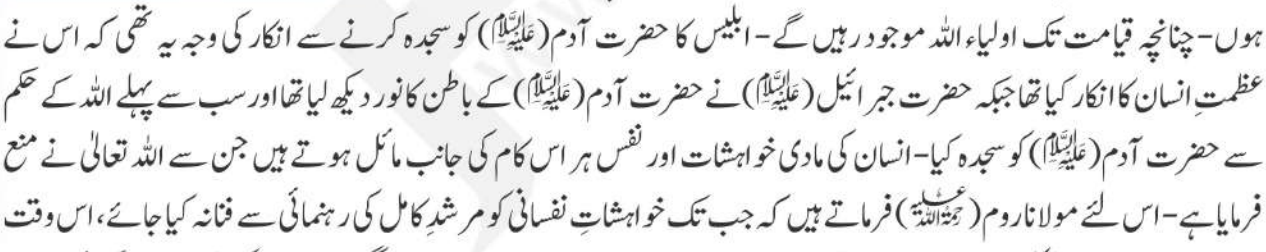

[3](الانفال:45) [4](التوبہ:119)

ظاہر کو بلکہ آدم کے باطن کو اور اس میں پائے جانے والے نور کو دیکھتا ہے- اولیاء اللہ کی تعلیمات کا خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ اختلاف کے باوجود احترام کرنا سیکھیں، اپنے بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پہ شفقت کریں اور دوسروں کے لئے کبھی بھی رحمت کا دروازہ بند نہ کریں-

میانوالی: **03-01-2024** **ہاکی اسٹیڈیم**

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

امام عبد الوہاب الشعرانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

”حَتّٰی یَکُوْنَ سِرُّ کُلِّ نَعِیْمٍ فِی الْجَنَانِ وَ کُلُّ نَصِیْبٍ لِلْاَوْلِیَاءِ مُتَفَرِّعًا مِّنْ نُوْرِ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا“[5]

”حتی کہ جنت میں ہر نعمت کا سر اور اولیاء کا ہر نصیب سیدہ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کے نور سے متفرع ہو گا“-

اگر آپ اپنے بچوں میں ایسی معاشرت پیدا کرنا چاہتے ہیں جس کی بنیاد شرم و حیا پر ہو تو اپنے بچوں کو سیدۃ النساء کی سیرت کا مطالعہ کروائیے- علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) نے ارمغان حجاز میں ایک عنوان لکھا ”اسلام کی بیٹیوں سے خطاب“ جس میں آپ نے اسلام کی بیٹیوں کو یہ تجویز دی کہ:

اگر پندے ز درویشے پذیری ہزار امت بمیرد تُو نہ میری
بتولے رضؓ باش و پنہاں شو ازیں عصر کہ در آغوش شبیرے رضؓ بگیری

”اے میری بیٹیوں اگر اس درویش کی ایک نصیحت یاد رکھ لو تو ہزاروں قومیں مر جائیں گی تمہاری قوم کبھی نہیں مرے گی- میری بیٹیوں سیدہ فاطمہ بتول سلام اللہ علیہا کی سیرت اختیار کرو اور ان کی سیرت کے مطابق دنیا کی بری نظروں سے خود کو بچالو نتیجہ یہ ہو گا کہ تمہاری گود میں بھی حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) جیسے لعل پیدا ہوں گے“-

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ لَّآ أَسْأَلُکُمْ عَلَیْہِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی“[6] ”تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت“

قرابت سے مراد اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم) ہیں- قرآن مجید پر ایمان حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہلِ بیت سے محبت کا تقاضا کرتا ہے- چنانچہ ہم سب کو اہلِ بیت کی محبت سے اپنے سینوں کو پُر رکھنا ہے جو دونوں جہانوں میں کامیابی کا ذریعہ ہے-

خوشاب: **04-01-2024** **جامعہ غوثیہ عزیزیہ انوار حق باھو سلطان**

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

انبیاء کرام (علیہم السلام) کا ادب ایمان کا ذریعہ ہے- قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

”قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ“[7]

”ان جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تو (اپنی چیز) آپ ڈال دیں یا ہم ہی (پہلے) ڈالنے والے ہو جائیں“-

[5] (الیواقیت والجواہر)

[6] (الشوریٰ:23)

[7] (الاعراف:115)

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ فرعون کے دربار میں جادوگروں نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا ادب کرتے ہوئے آپ سے یہ عرض کی تھی اور اس ادب کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ان جادوگروں کو نورِ ایمان کی دولت سے نوازا۔

حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اپنے قاصد ہُدہُد کے ہاتھ ملکہ بلقیس کی جانب پیغام بھیجا۔ جب اُس گمراہ قوم کی جانب پیغام گیا اور ملکہ نے اپنے دربار میں کہا جس کو قرآن کریم یوں بیان کرتا ہے:

"قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ"[8] "(ملکہ نے) کہا: اے سردارو! میری طرف ایک نامہ بزرگ ڈالا گیا ہے"۔

مولانا جلال الدین (رحمۃ اللہ علیہ) "مثنوی شریف" میں فرماتے ہیں:

ملک را بگزار بلقیس از نخست — چوں مرا یابی ہمہ ملک آنِ تست

"اے بلقیس! پہلے سلطنت کو چھوڑ دے جب تو مجھے حاصل کرے گی (پھر) سب مُلک تیری ملکیت ہیں"۔

خط میں بادشاہت اور اپنا مذہب چھوڑ کر پیغامِ حق کی جانب بلایا گیا تھا جو بظاہر ان کیلئے موافق نہ تھا لیکن ملکہ نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی نبوت کی تعظیم اور ادب میں خط کو معزز کہا۔ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے ملکہ کو نورِ ایمان سے نواز دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے وقت آوازوں کو پست کر لیا کرو کیونکہ وجود میں ادبِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایمان کا ذریعہ ہے۔ گویا اگر کافر بھی ادب کو شعار بنالے تو اللہ پاک اسے ہدایتِ اسلام بخش دیتا ہے۔ بزبانِ اقبالؒ:

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

ہری پور: — 05-01-2024 — اختر نواز خان اسٹیڈیم

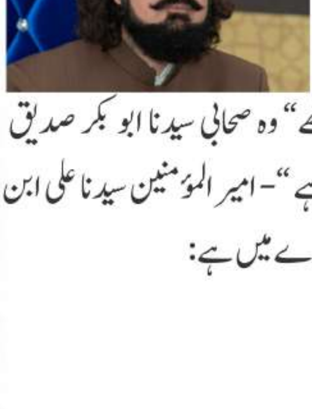

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غارِ ثور کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے:

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا"[9]

"جب کہ دونوں (رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ)) غارِ (ثور) میں تھے جب وہ اپنے ساتھی (ابو بکر صدیق) سے فرمارہے تھے غمزدہ نہ ہو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی صحابیت اتنے خوبصورت انداز میں تحریر فرمائی "اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ" جب وہ اپنے صحابی سے فرماتے تھے" وہ صحابی سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) تھے "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" "اے ابو بکر غم نہ کیجیے بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے"۔ امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ سورہ الزمر کی یہ آیت سیدنا ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت کے بارے میں ہے:

"وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ"[10]

"اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی ڈر والے ہیں"۔

---

[8] (النمل: 29) [9] (التوبہ: 40) [10] (الزمر: 33)

حضور نبی کریم (ﷺ) سچ لانے والے اور حضرت ابو بکر صدیق اس سچ کی تصدیق کرنے والے ہیں - آقا کریم (ﷺ) کی محبت کو سمجھنے کیلئے سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کی سیرت اور آپؓ کی محبتِ رسول (ﷺ) کو سمجھنا لازم ہے -

ایبٹ آباد: 06-01-2024 کامرس کالج گراؤنڈ

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکرٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف اقوام کی مثالیں دیں جن پہ عذاب آئے اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جھٹلایا- اسی طرح حضرت یونس (علیہ السلام) کی قوم بیان فرمائی جب انہوں نے معافی مانگی -

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ"[11]

"پھر قومِ یونس (کی بستی) کے سوا کوئی اور ایسی بستی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لائی ہو اور اسے اس کے ایمان لانے نے فائدہ دیا ہو- جب (قومِ یونس کے لوگ نزولِ عذاب سے قبل صرف اس کی نشانی دیکھ کر) ایمان لے آئے تو ہم نے ان سے دنیوی زندگی میں (ہی) رسوائی کا عذاب دور کر دیا اور ہم نے انہیں ایک مدت تک منافع سے بہرہ مند رکھا"-

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ:

ہر کس کہ بہ درگاہ تو آورد نیاز   محروم ز درگاہ تو کے گردد باز

"جو بھی شخص اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عاجزی لے کر آتا ہے وہ کبھی بھی محروم نہیں لوٹتا"-

ہر انسان کو اپنے آپ کا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے- انسان کو جب بھی امتحان اور آزمائش کا سامنا ہو اسے اپنی غلطیاں اور عیب دیکھنے چاہئیں- عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس کا ایک ذریعہ عجز و انکساری ہے- حضور نبی اکرم (ﷺ) کا فرمان ہے کہ سخاوت کرو اور سخاوت کی وجہ سے کوئی غریب ہو جائے تو قیامت کے دن مجھ سے اپنا مال لے لے اور عاجزی اختیار کرو اگر اس سے تمہاری عزت کم ہو تو قیامت والے دن مجھ سے لے لو- امام الغزالی "احیاء العلوم" میں ربیع ابن خثیم کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ رات کو سونے سے پہلے سارے دن میں جو بھی بولا ہو لکھ لیتے تھے پھر ان کا تجزیہ کرتے اور پرکھتے تھے کہ کون سی بات خدا کی منشاء کے خلاف ہے- ایسی جو بھی بات پاتے اس پہ سونے سے پہلے توبہ کرتے-

حضور آقا پاک (ﷺ) نے فرمایا کہ: "الدنیا سجن المومن" "دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے"-

حضرت سلطان باھوؒ فرماتے ہیں:

بَنھ چِلایا طَرف زَمین دے عَرشوں فَرش ٹِکایا ھو   گھَر تِھیں مِلیا دیس نِکالا اَساں لِکھیا جھولی پایا ھو
رہ نی دُنیاں ناں کر جھیڑا سَاڈا اگے دِل گھبرایا ھو   اَسیں پَردیسی سَاڈا وطن دوراڈھا باھوؒ دَم دَم غَم سوایا ھو

---

[11](یونس:98)

روح کا اصل وطن اللہ پاک کی بارگاہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ روح اسی طرف رجوع رکھتی ہے-روح کی تسکین اللہ کے ذکر میں ہے-جب نفس کا تزکیہ اور دل روشن ہو جائے تو محبوب اپنا جلوہ دکھاتا ہے- جیسے جسم ورزش کرے تو اس میں تبدیلی شروع ہو جاتی ہے اسی طرح روح ذکر الٰہی سے روشن ہوتی ہے-ہم سب کو اپنے دل کو اللہ کے ذکر میں لگانا ہے-دائمی ذکر اللہ قربِ الٰہی اور مجلسِ محمدی (ﷺ) کے حصول کا ذریعہ ہے-اصلاحی جماعت قلب کی بیداری اور دائمی ذکر اللہ کا پیغام عام کر رہی ہے-

اسلام آباد | 07-01-2024 | کنونشن سینٹر

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

فرقہ واریت سے بچنے کے لیے ہمیں قلبی ذکر کے ذریعے روحانیت کو بیدار کرنا ہو گا جو کہ اصلاحی جماعت کا پیغام ہے-رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: ”کہ اگر کسی پہ لعنت کی جائے اور وہ اس کا اہل نہ ہو تو لعنت اس کے بھیجنے والے پر لوٹ آتی ہے“-اس لیے ہمیں کسی پر بھی لعنت بھیجتے وقت بہت محتاط رہنا چاہیے-ہم سب کو خود سے وعدہ کرنا چاہیے کہ مومنین پہ لعنت، الزام، گالی، تہمت اور ان کی بے عزتی سے بچیں اور ہر مومن کی عزت کو اپنی عزت سمجھ کر اس کا تحفظ کریں-کسی کی چار دیواری کا تقدس نہ پامال کریں اور نہ پامال کرنے والے کی حوصلہ افزائی کریں-ہمیں معاشرے میں دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنی ہیں-آج مسلمان اپنے اندرونی انتشار کے باعث کمزور ہیں-مسلمان داخلی انتشار کی وجہ سے مسئلہ فلسطین پر آواز اٹھانے سے قاصر ہیں-عالمی رہنما بھی عالمی طاقتوں کے دوہرے معیارات کی بات کر رہے ہیں لیکن مسلم دنیا مضبوط اور مؤثر آواز اٹھانے سے قاصر ہے اور یہ ہماری اندرونی کمزوریوں کی وجہ سے ہے-مسجد اقصیٰ کے ساتھ ہمارے تعلق کی بنیاد قرآن کریم میں ہے جو کہ غیر متزلزل اور دائم ہے-اس لئے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا“[12] ”اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقے میں مت پڑو“-

اٹک: | 08-01-2024 | فتح جنگ

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

جیسے عطر ہر کسی کو خوشبو دیتا ہے اسی طرح اللہ والوں کی صحبت سے ہر کسی کو فیض ملتا ہے-حضرت سلطان باھُو فرماتے ہیں:

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ھُو
نفی اثبات دا پانی مِلیس ہر رگے ہر جائی ھُو
اندر بوٹی مُشک مچایا جاں پھلاں تے آئی ھُو
جیوے مرشد کامل باھُوؒ جیں ایہ بوٹی لائی ھُو

[12](آلِ عمران:103)

یعنی مرشد کامل کی صحبت سے جو تصورِ اسم اللہ ذات کا ذکر ملا تو اس نے انسان کے باطن کو اللہ کے رنگ سے رنگ دیا اور اُس کی خوشبو سے معطر کر دیا- حضرت سلطان باھُوؒ فرماتے ہیں:

سبھے مطلب حاصِل ہوندے باھوؒ جد پیر نظر اِک تکّے ھو

چکوال: 09-01-2024

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

تعلق باللہ قائم کرنے کیلئے پاکیزگی لازم ہے- فکری اور نظری طور پر یہ ممکن ہے کہ بندہ تمام عیوب سے پاک ہو جائے- یہاں تک کہ جدید مغربی فلسفہ بھی تھیوریٹکلی اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ انسان تمام (errors) سے پاک ہو سکتا ہے- لیکن عملی طور پر یہ کیسے ممکن ہے؟ مثال کے طور اونگھ ایک عیب ہے کیونکہ اس دوران بندہ جزوی غافل ہوتا ہے- لیکن کیا بندہ نیند یا اونگھ سے پاک ہو سکتا ہے؟ اس سے پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اونگھ اور نیند کی حالت میں بھی توجہ الی اللہ سے غافل نہ ہوا جائے- اس کیلئے انسان کو پاکیزگی کی ضرورت ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے- اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم (ﷺ) کو مخاطب کر کے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

"وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ"[13] "اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو"-

مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا"[14]

"آپ (ﷺ) ان کے اموال میں سے صدقہ (زکوٰۃ) وصول کیجئے کہ آپ اس (صدقہ) کے باعث انہیں (گناہوں سے) پاک فرما دیں"-

اولیاء اللہ کا یہی مشن و مقصد ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اختیار کر کے تمام برائیوں اور خصائلِ رذیلہ سے نجات حاصل کی جائے-

فیصل آباد: 10-01-2024 **پہاڑی والی گراؤنڈ**

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

[13](المدثر:3-4)
[14](التوبہ:103)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ہمارے لئے آفتابِ ہدایت بنا کر بھیجا- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام (علیہم السلام) کے قصے بیان کئے جو لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہیں- آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن جب لوگ اٹھیں گے تو جنہیں سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا وہ سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) ہوں گے- قرآن مجید نے ہمیں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی صفت مکالمہ سے متعارف کروایا ہے جس کی آج ہمیں بڑی ضرورت ہے- مثلاً اللہ تعالیٰ نے آپؑ کا نمرود کے ساتھ مکالمہ یوں بیان کیا ہے:

”اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ لا قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ط قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ط وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ“[15]

”اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا اسے جو ابراہیم سے جھگڑا اس کے رب کے بارے میں اس پر کہ اللہ نے اسے بادشاہی دی جب کہ ابراہیم نے کہا کہ میرا رب وہ ہے کہ جلاتا اور مارتا ہے -(نمرود) بولا میں جلاتا اور مارتا ہوں - ابراہیم نے فرمایا تو اللہ سورج کو لاتا ہے مشرق سے تو اس کو مغرب سے لے آ، تو ہوش اُڑ گئے کافر (نمرود) کے - اور اللہ راہ نہیں دکھاتا ظالموں کو“-

سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) کے اس واقعہ سے اولیاء کرام یہ معانی اخذ کرتے ہیں کہ انسان کا نفس (نفس امارہ) نمرود کی مثل ہے کیونکہ نمرود نے اپنی سلطنت میں اس طرح کا جبر اور اختیار قائم کیا کہ اس نے سلطنت کے باشندوں کو یقین دلا دیا کہ میں ہی تمہارے لیے الٰہ کا درجہ رکھتا ہوں - اسی طرح اگر انسان کے باطن میں نفس امارہ بیٹھا ہے تو سمجھو کہ اس کی سلطنت میں نمرود آ کر قابض ہو گیا ہے- گویا اس سلطنت کو محفوظ کرنے کے لئے وقت کے ابراہیم (مرشد کامل) کی ضرورت ہے جو اسے دنیا کے حسن اور محبت سے نکال کر اپنے مولیٰ کے ساتھ جوڑ دے-

شیخوپورہ: 11-01-2024 **اسٹیڈیم گراؤنڈ**

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

آقا کریم رؤف الرحیم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے پہلے جتنے بھی انبیاء کرام (علیہم السلام) اس دنیا میں تشریف لائے ان سب کی تعلیمات کا خلاصہ اگر بیان کیا جائے تو وہ دعوت الی اللہ تھا کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے اور ہر شخص اس میں اپنے حصّے کا ذمّہ ادا کرنے آیا ہے- اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے ایک حرف فرمایا ”کُن“ اور اس سے تمام مخلوق پیدا ہو گئی- یعنی اولیاء کرام کے نزدیک کُن فرمانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ارادہ بنا جس کے باعث تمام مخلوق عدم سے وجود میں آ گئی- ارادہ اس کائنات کی تخلیق کا بنیادی جوہر ہے اور بندہ مومن کو جو اللہ تعالیٰ نے طاقت عطا کی ہے وہ انسان کی قوت ارادہ ہے اور یہی اس کا امتحان بھی ہے کہ اس نے کس حد تک اپنے ارادے کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کیا- کیونکہ جو ارادے کو خالص کر لیتا ہے اس کے اندر بھی اور باہر بھی اللہ ہی اللہ سما جاتا ہے- حضرت سخی سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ جنہوں نے اپنا ارادہ ”ھو“ کے تابع کیا اللہ تعالیٰ نے ”ھو“ کو ان کے ہونے

[15] (البقرۃ:258)

کی علامت بنادیا- امام جامی (رحمۃ اللہ علیہ) کی رباعی کا خلاصہ ہے کہ ”اگر ارادے اور خیال کو قابو کر لیا جائے تو جز و کل کے ساتھ متصل ہو سکتا ہے“- دو چیزیں ایسی ہیں جو ہر وقت وجود کے ساتھ رہتی ہیں ایک سانس اور دوسرا ارادہ- انسان جو بھی کرتا ہے اس کے ساتھ اس کا ارادہ متحرک ہوتا ہے- انسان ارادے کو جس جانب لگاتا ہے اس کی ہستی اس جانب ڈھلنا شروع ہو جاتی ہے- اس لیے جو نیکی کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے نیکی کے راستے کھلنا شروع ہو جاتے ہیں-

گوجرانوالہ: 12-01-2024 **منی اسٹیڈیم**

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

حضرت یوسف (علیہ السلام) کی زندگی کے واقعہ کے دو پہلو ہیں- پہلا ”خواب سے تعبیر تک“ یعنی حضرت یوسف (علیہ السلام) کے خواب سے تعبیر تک کا سفر مشکل تھا- اسی طرح ریاست کے خواب سے قیامِ پاکستان تک کا سفر بھی مشکل تھا- انسان کو حق پہ مبنی خواب کی تعبیر تک استقامت اختیار کرنی چاہئے- دوسرا پہلو ”موت سے زندگی تک“ یعنی حضرت یوسف (علیہ السلام) کے بھائیوں نے سازش کی کہ ان کو قتل کر دیں- گویا کہ سفر کا آغاز قتل کی سازش سے ہوا لیکن اختتام حضرت یوسف (علیہ السلام) کے تخت پر بیٹھنے پہ ہوا- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ“[16] ”اے میرے رب بیشک تو نے مجھے ایک سلطنت دی“

انسان کے اندر کا سفر بھی نفس کی موت سے شروع ہوتا ہے- انسان کے اندر روح اور نفس کی جنگ ہے اور نفس امارہ ذکر اللہ سے مرتا ہے- عزیزِ مصر کی زوجہ نے حضرت یوسف (علیہ السلام) کو گناہ کی طرف دعوت دی تو آپ (علیہ السلام) نے دعا کی:

”قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ“[17] ”عرض کی اے میرے رب! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے اس کام سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہے“-

مولانا جلال الدین رومیؒ فرماتے ہیں تیرا حق کا متلاشی دل یوسف ہے جو تیرے اندر کے زندان میں قید ہے اللہ کے ذکر سے اسے زندان سے باہر نکال اور تیرے دل پر جو گرد کے بادل چھائے ہوئے ہیں انہیں ہٹا تاکہ آفتابِ حقیقی کی روشنی تیرے دل پہ پڑے- جب تیرا دل روشن ہو جائے گا تو حسنِ یوسف تمہیں تمہارے اندر سے ہی ملے گا- انسان کی دو سانسیں ہیں ایک اندر جاتی ہے ایک باہر آتی ہے- سانسوں کو ذکر اللہ میں لگایا جائے تو روح اپنے اصل مقام کی جانب سفر کرتی ہے اور یہی اصلاحی جماعت کی دعوت ہے-

[16](یوسف:101)

[17](یوسف:33)

قصور: 13-01-2024 **سپورٹس گراؤنڈ**

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

انبیاء کرام (علیہم السلام) کے واقعات ہماری رہنمائی کے لیے نازل فرمائے گئے- قرآن پاک کی تفاسیر میں بیان ہے کہ فرعون نے بنی اسرائیل کے ہزاروں بچے قتل کروا دیئے لیکن حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے فرعون کے ہی محل میں پرورش پائی- اللہ تعالیٰ جسے چاہے دشمن کے گھر میں بھی محفوظ رکھتا ہے- صوفیاء فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ نے مشکل کے باوجود الہامی پیغام کی پیروی کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بیٹے کی حفاظت فرمائی- آج بھی احکامِ الٰہیہ کی پیروی ہمیں وقت کے فرعونوں سے بچا سکتی ہے- قرآن مجید میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق واقعہ بیان ہے کہ:

’’فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ‘‘[18]

’’پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے کہ اے موسیٰ بیشک مَیں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا‘‘

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا اظہار درخت سے فرما سکتا ہے تو وہ اپنے انوار انسان کے اپنے اندر سے بھی ظاہر فرما سکتا ہے بشرطیکہ انسان اپنا باطن صاف کر لے- حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے عصا مبارک نے سانپوں کو نگل لیا، دریا میں راستہ بنا دیا، پتھروں سے چشمے جاری کر دیئے- اولیاء فرماتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنے جسم کا عصاء ایسے مرشد کامل کے حوالے کرنا چاہئے جو اس میں سے انوارِ الٰہی ظاہر فرما دے-

لاہور: 14-01-2024 **منہاج کرکٹ گراؤنڈ**

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ’’اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین‘‘ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اسے ہر چیز کو سوچنے، سمجھنے اور غور و فکر کرنے کی صلاحیت عطا کی- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً‘‘[19]

’’فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں‘‘-

’’وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ‘‘[20]

’’ہم نے آدم کی اولاد کو عزت کا کرامت کا تاج عطا کیا‘‘-

قرآن مجید میں بارہا مرتبہ انسان کو کائنات میں غور و فکر کی تلقین کی گئی ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ‘‘[21]

’’کیا اُنہوں نے پرندے کو نہیں دیکھا کہ حکم کے باندھے آسمان کی فضاء میں اُنہیں کوئی نہیں روکتا سوائے اللہ کے اور اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے‘‘-

یونانی فلسفہ محض تخیلات پہ مبنی تھا جبکہ جدید دور تجربیت (empiricism) پہ قائم ہے- فرانسیسی مؤرخ رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) اپنی کتاب ’’The Making of Humanity‘‘ میں کہتا ہے کہ آپ قدیم اور جدید دنیا کے درمیان رابطے

[18](القصص:30) [19](البقرہ:30) [20](الاسراء:70) [21](النحل:79)

کو نہیں سمجھ سکتے جب تک آپ اسلام کے سنہرے دور کا مطالعہ نہیں کرتے- مسلمانوں نے قرآن مجید میں غور و فکر کی دعوت کی بدولت تجربہ کی بنیاد رکھی- کائنات میں غور و فکر کو ایمان کی نشانی کے طور پہ بیان فرمایا گیا ہے- خلوت میں سوچ بچار اور مراقبہ انسان کو کائنات اور تخلیق کے اسرار و رموز جاننے کا موقع دیتا ہے- قرآن مجید کی دعوتِ فکر کے پیشِ نظر اولیائے کاملین نے انسان کو مراقبے اور خلوت کی طرف توجہ دلائی ہے- یعنی کائنات اور انسان کے اپنے اندر کی نشانیاں، دونوں ہی توحید کی جانب لیجاتی ہیں- صوفیاء حدیث مبارکہ بیان فرماتے ہیں کہ گھڑی بھر کا تفکر جملہ جن وانس کی عبادت سے افضل ہے-

جھنگ: 15-01-2024

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَ اَنَّ اِلٰی رَبِّكَ الْمُنْتَهٰی"[22] "اور یہ کہ (بالآخر سب کو) آپ کے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے"-

"قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ"[23] "تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا"-

بیشک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف لوٹ کے جانا ہے- قرآن مجید میں اس کے علاوہ دیگر کئی آیات مبارکہ ہیں جن سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ انسان اس دنیا میں جو بھی کام انجام دے رہا ہے اس کی توجہ اس کی نیت، طلب، آرزو، تمنا، چاہت، جستجو خواہش صرف مالک کی ذات ہونی چاہئے- اس کی ذات سے کم کسی چیز پہ سمجھوتہ نہیں کرنا چاہئے- آقا کریم (ﷺ) سے دنیا کی طلب کرنے پہ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی اس عاجز بڑھیا سے کم نہ ہو جاؤ جس نے حضرت یوسف (علیہ السلام) کی قبر کا مقام حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی بارگاہ میں اس شرط پہ بتایا کہ وہ جنت میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ رہنا چاہتی تھی- مولانا رومی فرماتے ہیں کہ کھجور کا کھوکھلا تنا آپ (ﷺ) کے ہجر میں روتا ہے- محدثین بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ (ﷺ) اس سوکھے تنے کے قریب تشریف لائے تو وہ خاموش ہو گیا- اولیاء فرماتے ہیں کہ انسان کو اپنی طلب میں اُس بڑھیا اور اُس سوکھے تنے سے کمتر نہیں ہونا چاہئے اور حضور نبی کریم (ﷺ) سے جب بھی عرض ہو تو آپ (ﷺ) کی معیت اور قرب مانگنا چاہئے-

خانیوال: 16-01-2024

صدارت و خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

---

[22](النجم:42) [23](الانعام:162)

سُلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ انسان کے باطن کا دروازہ جب کھلتا ہے تو اس سے تازہ ہوا اور روشنی ملتی ہے-یعنی انسان کو تازگی اپنے اندر سے نصیب ہوتی ہے-اس لیے اولیاء اللہ کی تعلیمات اور ان کی صحبت سے ہمیں باطن کی روشنی اور نور نصیب ہوتا ہے-امام رازی جنہوں نے اپنے وقت میں قرآن مجید کی سب سے معتبر اور مفصل تفسیر مبارکہ لکھی جو حکمت کا سمندر ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن کریم کا فیض حاصل کرنا ہے تو اسے یوں پڑھو قرآن مجید اللہ کا کلام بن کے تمہارے سینے پر منکشف ہو جائے-جیسا کہ علامہ اقبال (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی فرمایا:

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان　　　اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

کلیم کے ہاتھ کے بغیر عصا سانپ نہیں نکلتا، مسیح کے ہاتھ کے بغیر مورتیں پرندے بن کر نہیں اُڑتیں، داؤد کے ہاتھ کے بغیر جالوت زیر نہیں ہوتا، نَفَسِ ابراہیم کے بغیر آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی اور شمس کی صحبت کے بغیر مُلا روم کا مولا نہیں بنتا-بزبانِ حضرت سلطان باھوؒ:

باجھوں مِلیاں مُرشد کامِل باھُوؒ ہوندی نہیں تسلّا ھو

وہاڑی: 17-01-2024 سلطان باھُو سپورٹس کمپلیکس

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ“[24]

”ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں آفاق میں اور خود ان کے انفس میں یہاں تک کہ ان پر کُھل جائے کہ بیشک وہ حق ہے کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں“-

انسان کو فطرت اور اپنے باطن دونوں کا مشاہدہ کرنا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا سفر ہے-

اولیاء اللہ کے نزدیک اپنے من میں جھانکنا انفس میں غور کرنا بہت ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے:

”اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ“[25] ”کیا انہوں نے اپنے مَن میں کبھی غور نہیں کیا“؟

خود کو پہچاننا دراصل اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کرنا ہے-جیسا کہ صوفیاء کرام بیان فرماتے ہیں:

”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّه“[26] ”جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا پس تحقیق اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا“-

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقیرا جھاتی ھُو

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ ”میں نے اپنی کھوج میں اپنے رب کو پایا ہے اور اپنے رب کی کھوج میں خود کو پایا ہے“-

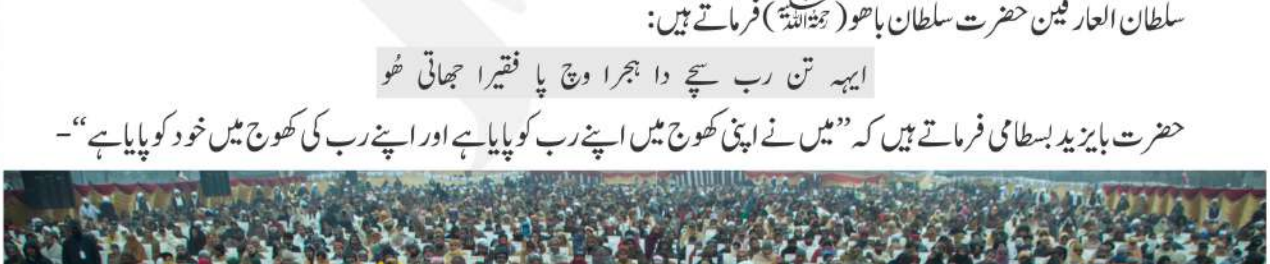

ملتان: 18-01-2024 اسٹیڈیم قلعہ کہنہ قاسم باغ

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

[24](حم سجدہ:53)　[25](الروم:8)　[26](مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان)

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

قرآن مجید میں ایسے احوال جو بظاہر گزشتہ قوموں کے قصے اور کردار لگتے ہیں صوفیائے کرام کا نقطہ نظر کے مطابق قرآن کریم کی ہر آیت ہر دور کے انسان کے لئے پیغام ہے- حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے سرداروں نے آپ کی دعوت کو جھٹلایا جس کے نتیجے میں ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا- اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح (علیہ السلام) کو کشتی تیار کرنے کا حکم فرمایا:

"وَاصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا‌ ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ"[27]

"اور تم ہمارے حکم کے مطابق ہمارے سامنے ایک کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے (کوئی) بات نہ کرنا، وہ ضرور غرق کئے جائیں گے"-

حضرت نوح (علیہ السلام) کا بیٹا بھی کفار کے ساتھ کھڑا تھا اس نے کہا کہ پہاڑ مجھے بچالے گا- شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ:

پسرِ نوح با بداں بہ نشست خاندانِ نبوّتش گم شد
سگِ اصحابِ کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت مردم شُد

"حضرت نوح (علیہ السلام) کے بیٹے نے بُروں کی صحبت اختیار کی تو اس کی وجہ سے اُس سے نبوّت کا خاندان چھوٹ گیا- اصحابِ کہف کے کتے نے چند روز نیکوں (اولیاء اللہ) کی صحبت اختیار کی تو آدمی بن گیا"-

اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ جسم طوفانِ نوح کی مانند اور روح کشتی کی مانند ہے- مرشدِ کامل ملاح، نوح کی مانند ہے جس کی قُوت ذکر اللہ ہے- حضرت نوح (علیہ السلام) نے قوم سے خطاب کیا کہ کشتی اللہ کے اسم سے چلے گی اور اسی سے ٹھہرے گی جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے:

"وَقَالَ ارۡكَبُوۡا فِيۡهَا بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖٮٰهَا وَمُرۡسٰٮهَا‌ ؕ اِنَّ رَبِّىۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ"

"اور نوح (علیہ السلام) نے کہا: تم لوگ اس میں سوار ہو جاؤ اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا ہے۔ بیشک میرا رب بڑا ہی بخشنے والا نہایت مہربان ہے"-

امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) روایت کرتے ہیں کہ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا دنیا طوفان ہے اور میرے اہلِ بیت اطہار (رضی اللہ عنہم) کشتی نوح ہیں، جو میرے اہلِ بیت کی کشتی میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا جو ان کے سفینے سے اُتر گیا وہ ہلاک ہو گیا-

رحیم یار خان: | 19-01-2024 | حق باھو چوک

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

قرآن مجید میں جتنے واقعات بیان ہیں وہ کسی نہ کسی طرح ہماری زندگی سے تعلق رکھتے ہیں- قرآن مجید میں مسجد ضرار کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو منافقین نے مدینہ میں مسجد قباء کے قریب بنائی اور حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تشریف لانے کی عرض کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا:

---

[27](ھود:37)

"وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا ۢ بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ"[28]

"اور (منافقین میں سے وہ بھی ہیں) جنہوں نے ایک مسجد تیار کی ہے (مسلمانوں کو) نقصان پہنچانے اور کفر (کو تقویت دینے) اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے اور اس شخص کی گھات کی جگہ بنانے کی غرض سے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے پہلے ہی سے جنگ کر رہا ہے، اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے (اس مسجد کے بنانے سے) سوائے بھلائی کے اور کوئی ارادہ نہیں کیا، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں"۔

آپ (ﷺ) نے صحابہ کرام کو حکم فرمایا کہ جاؤ اور مسجد کو گرادو اور جگہ کو جلادو۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ انسان کو خود کا تجزیہ کرنا چاہئے کہ کہیں اس نے اپنے دل کو مسجد ضرار تو نہیں بنا رکھا؟ مسجد ضرار بنانے والوں کی چار خصلتیں بیان ہوتی ہیں، فتنہ پیدا کرنا، کفر کو تقویت دینا، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا اور اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے خلاف جنگ کرنے والوں کو گھات دستیاب کرنا۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ اگر باطن پاک نہ ہو تو نفس منافق دل کو مسجد ضرار بنا کر یہی چار خصلتیں پیدا کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے:

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا"[29] "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقے میں مت پڑو"۔

لودھراں: 20-01-2024 ڈیرہ حق باھو

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قوم ثمود کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت صالح کی قوم نے شرطوں کے ساتھ معجزے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے وہ پورا فرمایا:

"قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ؕ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَۃً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ"[30]

"بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل آگئی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے، سو تم اسے (آزاد) چھوڑے رکھنا کہ اللہ کی زمین میں چرتی رہے اور اسے برائی (کے ارادے) سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں دردناک عذاب آپکڑے گا"۔

پہاڑ میں سے اللہ تعالیٰ نے زچہ اونٹنی کا ظہور فرمایا جسے دیکھ کر کچھ لوگ ایمان لائے اور جن کے دلوں میں مہر تھی وہ اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے۔ شیطانی فتنے کے باعث کچھ لوگوں نے اس اونٹنی کو جو اللہ کی نشانی تھی، قتل کر دیا جس کے بعد قوم ثمود پر عذاب نازل کیا گیا۔ مولانا رومی و دیگر اولیاء اللہ اس واقعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ قوم ثمود کو اپنے باہر تلاش کرنے کی بجائے ہم اپنے اندر تلاش

[28](التوبہ:107)

[29](آلِ عمران:103)

[30](الاعراف:73)

کریں-وہ تمام شکوک و شبہات اور وسوسے سے جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی شریعت کے بارے میں آتے ہیں وہ قوم ثمود کی مثل ہے-وہ چراگاہ جہاں وہ اونٹنی چرتی تھی، دنیا ہے-قیدار نامی شخص جس نے اونٹنی کو قتل کیا تھا ہمارا نفس ہے اور وہ اونٹنی جو اللہ نے ایک معجزے کے طور پر رونما فرمائی تھی، قلب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کے پنجرے میں رکھ کر بھی عالم انوار کے ساتھ وابستہ کر دیا-حضرت صالح جس کے ساتھ اونٹنی ظہور کرتی ہے قوم کے اندر اللہ کا بھیجا ہوا ایک بندہ ہوتا ہے جسے ہم اصطلاح تصوف میں مرشد کامل کہتے ہیں-یعنی اونٹنی کا قاتل نفس ہے اور نفس غفلت کے ہتھیار کے ساتھ دل کا قتل کرتا ہے اور غفلت اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور کرتی ہے-اس لیے حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ غفلت کو چھوڑ کر ہر دم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہو-

جو دَم غافِل سو دم کافِر، اسانوں مُرشد ایہہ پڑھایا ھو

کندھ کوٹ: 29-01-2024 عید گاہ

صدارت: عکس سلطان الفقر حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز قادری

”اصلاحی جماعت دنیا کے تمام انسانوں کو زندگی کے اصل مقصد سے روشناس کروا رہی ہے-تمام مخلوقات سے افضل و اشرف انسان ہے اور تمام انسانوں سے افضل حضور نبی کریم (ﷺ) کی ذات مبارکہ ہے-مگر افسوس! کہ انسان اس بات کو بھول بیٹھا ہے کہ اس کو شرف و فضیلت کا تاج کیونکر عطا ہوا ہے؟ اولیاء کرام نے اس راز کو پایا اور عوام الناس کو اس راز سے آگاہ کیا کہ انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں-ایک ظاہری اور دوسرا باطنی-ظاہری وجود حقیقی انسان (روح) کا لباس ہے-روح نوری انسان ہے-روح کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ہے اور آقا کریم (ﷺ) کے ساتھ بھی-

خزینہ تھا چھپایا مجھ کو مُشتِ خاکِ صحرا نے
کسی کو کیا خبر ہے میں کہاں ہوں کس کی دولت ہوں

حقیقی انسان (روح) کی پہچان خود شناسی ہے اور یہی خود شناسی خدا شناسی کا زینہ ہے-بقول علامہ اقبال:

ڈھونڈ کے اپنی خاک میں جس نے پایا اپنا آپ
اس بندے کی دہقانی پر سلطانی قربان

جیکب آباد: 29-01-2024 پاکیزہ شادی ہال

صدارت: عکس سلطان الفقر حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز قادری

”میلادِ مصطفیٰ (ﷺ) کا بنیادی مقصد انسان کو اس کی حقیقت سے روشناس کروانا ہے کہ انسان کی تکمیل فقط ظاہر پر اکتفا کرنے سے نہیں بلکہ ظاہر اور باطن دونوں کو مرتبہ کمال تک پہنچانے میں ہے-انسان کے ظاہر کو سنوارنے کے لئے شریعت پر عمل پیرا ہونا ہے اور باطن کی تکمیل کے لئے قلبی ذکر یعنی ذکر الٰہی سے کرنا جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنے باطن کا تزکیہ نہیں کر لیتا اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا-اسی مقصد کے لئے جانشین سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد علی مدظلہ الاقدس سرپرست اعلیٰ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین ملک کے کونے کونے کو فیض یاب کرنے کے لئے اسم اللہ ذات کو فی سبیل اللہ ہر انسان تک پہنچا رہے ہیں“-

صحبت پور (بلوچستان): 30-01-2024 فٹبال گراؤنڈ

صدارت: عکس سلطان الفقر حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز قادری

تعلیماتِ اولیاء کیا ہے؟ قرآن و حدیث کی وہ تعلیمات جو انسان کو بیدار کر دیتی ہیں- مگر افسوس! کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنے آپ سے بے خبر ہے-اس لئے اولیاء کرام کی تعلیمات کا مرکزی کردار انسان کی راہنمائی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ قرآن پاک حکم فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو عظمت والا بنایا ہے-اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی قسمیں کھا کر اس کی عظمت کو بیان کیا ہے لیکن آج ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے قرآن و حدیث کو چھوڑ دیا-ہم نے انگریز کو تو فالو کیا مگر اپنے آپ کو جاننے کی کوشش نہیں کی- اس لئے ہمارے مرشد کریم نے ہمیں یہ فرمایا کہ قرآن کریم کو اپنے اوپر وارد کرو تا کہ اس کے ذریعے تم اپنے آپ کو پہچان سکو- قرآن ہمیں تفرقوں سے نکال کر ایک کر دیتا ہے اور ہمیں ایک پلیٹ فارم پر لا کھڑا کرتا ہے، انسانوں کو جگاتا ہے اور صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے- قرآن خدا اور انسان کے درمیان گفتگو کا ذریعہ ہے- ہمیں اس سے اپنا ناطہ کمزور نہیں کرنا چاہیے ورنہ ہم اپنی اصلاح نہیں کر سکتے-اپنے اسلاف کی طرح قرآن پر پابند ہو کر انسان کو بیدار کرنا ہے اور سب فرقوں سے نکال کر ایک راستہ جسے صراطِ مستقیم کہتے ہیں اس پر چلنا ہے-

شہداد کوٹ: 31-01-2024 عید گاہ

صدارت: عکس سلطان الفقر حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز قادری

اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات میں فضیلت اور برتری عطا فرمائی ہے اور پوری انسانیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو افضل و اعلیٰ فرمایا- دورِ حاضر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے آقا پاک (ﷺ) سے جس قدر محبت و عقیدت کا دم بھرتے ہیں اسی قدر ہم آپ (ﷺ) کے پیغام کو سمجھیں اور اپنے آپ کو اس میں ڈھالنے کی کوشش کریں کیونکہ آپ (ﷺ) نے اپنی امت کو محبت و امن اور مساوات کا درس دیا ہے- قرآن کریم میں انسان کی عظمت کو اجاگر کیا گیا مگر افسوس! یہ ہے کہ انسان اپنی اہمیت اور فضیلت سے غافل ہو گیا- فرمانِ الٰہی ہے:

"أَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ"[31] ”تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری طرف پھرنا نہیں“۔

اصلاحی جماعت یہی پیغام دیتی ہے کہ جب لوٹ کر اس کی بارگاہ میں جانا ہے تو پھر اس کے لئے پہلے سے تیاری کرنی چاہیے کہ اپنے ظاہر کو شریعت کے تابع اور اپنے باطن کو طریقت یعنی قلبی ذکر سے منور کریں اور دونوں جہانوں کی کامیابیوں کو حاصل کریں۔

لاڑکانہ: 01-02-2024 **بلمقابل بی ٹی وی نیوز**

صدارت: عکس سلطان الفقر حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز قادری

قرآن مجید انسان سے مخاطب ہے۔ قرآن انسان کو ہر سوال کا جواب دیتا ہے کوئی قرآن کے قریب تو آئے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ"[32] ”اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو“

اصلاحی جماعت کی بھی یہی دعوت ہے کہ آج قرآن اور انسان کے درمیان جو اجنبیت پیدا ہوئی ہے اس کو ختم کیا جائے قرآن کو اتنا پڑھا جائے، اتنا پڑھا جائے کہ اجنبیت انسیت میں بدل جائے۔

گھوٹکی: 02-02-2024 **رائل میرج ہال**

صدارت: عکس سلطان الفقر حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز قادری

دورِ حاضر میں زوال سے نکلنے کا واحد راستہ قرآن و سُنّت پر عمل ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"هُدًى لِّلنَّاسِ"[33] ”(قرآن) پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے“۔

مزید حدیث پاک میں رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ"[34] ”تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور سکھائے“۔

---

[31] (المومنون:115) [32] (البقرۃ:21) [33] (العمران:4) [34] (صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن)

قرآن پاک کو سیکھنے کے لئے سب سے اہم تین درجے یہ ہیں:

1- قرآن پاک کو پڑھنا　　2- قرآن پاک کے معانی جاننا　　3- قرآن پاک کے مفہوم و مطالب کو سمجھنا

اس کے بعد قرآن کریم پر عمل اور پریکٹیکل ہے جس کو ہم نے ترک کر دیا اور زوال پذیر ہو گئے- اس لئے ہم قرآن و حدیث پر عمل کر کے ہی اپنے ظاہر و باطن کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں- جیسا کہ اقبال نے فرمایا ہے:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن　　نیست ممکن جز بقرآن زیستن

"اگر تو مسلمان بن کر زندہ رہنا چاہتا ہے تو ایسی زندگی قرآن پاک کے بغیر ممکن نہیں"-

کراچی: 03-03-2024 **نشتر پارک**

صدارت و خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، کتابِ برحق، آخرت میں دوبارہ زندہ ہونے، دُنیا میں کسی مقصد کی خاطر آنے، اپنی جان اپنے مولا کے سپرد کرنے پر ایمان ہے وہ کبھی اُمید، یقین اور قوت عمل سے لڑکھڑا نہیں سکتا- آج دنیا میں موجود بے یقینی سے باہر نکلنے کا واحد ذریعہ اللہ کا خوف اور تقویٰ ہے- ابو سعید ابوالخیر فرماتے ہیں کہ میں نے قبرستان میں کبھی کسی غریب کو نہیں دیکھا جسے کفن کے بغیر مٹی میں دفنایا گیا ہو اور نا ہی میں نے دیکھا کہ دولت مند ایک کفن سے زیادہ اپنے ساتھ کچھ لے کر گیا ہو- جو ایک فقیر لے کر گیا وہی ایک دولتمند لے کر گیا- صوفیاء فرماتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ پاک کی معرفت کو حاصل کرے اور غیبت اور گلہ گوئی سے بچے- حضرت بہلول دانا فرماتے ہیں کہ میرے اچھے دوست قبرستان والے ہیں کیونکہ میرے سامنے کسی کی غیبت نہیں کرتے اور مجھے یقین ہے کہ کسی کے سامنے میری غیبت بھی نہیں کرتے ہوں گے-

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں کہ انسان کی اصل حقیقت انسان کا باطن ہے- مولانا روم ایک حکایت بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب (علیہ السلام) کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے بڑے بڑے گناہ کیے لیکن مجھ پر اللہ کی کوئی پکڑ نہیں آئی- حضرت شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ گرفت کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ انسان کا ظاہری مال و متاع کم ہو جاتا ہے بلکہ اللہ کی پکڑ سے انسان اندر کے سکون اور اللہ پاک کے قرب سے محروم ہو جاتا ہے- حضرت سلطان باھُو قربِ الٰہی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

ایہہ تن رب سچے دا حجرا وچ پا فقیرا جھاتی ھُو　　ناں کر منت خواج خضر دی تیرے اندر آب حیاتی ھُو

غوث اعظم محی الدین شیخ عبد القادر الجیلانی فرماتے ہیں جیسے دودھ میں گھی موجود ہوتا ہے لیکن اسے نکالنے کیلیے جاگ کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح انسان کے وجود میں اللہ کے انوار و تجلیات موجود ہیں اور ان کو پانے کیلئے مرشد کامل کی نگاہ کی ضرورت ہوتی ہے- مٹی کی تہوں سے پانی نکلتا ہے مگر کنواں کھودنے کیلئے کاریگر کی ضرورت ہے- اصلاحی جماعت کی بھی یہی دعوت ہے کہ آئیں مرشد کامل تصور اسم اللہ ذات حاصل کر کے اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کو آباد کریں اور اپنی حقیقت تک رسائی حاصل کریں-

☆☆☆

ادارہ

گزشتہ کئی برسوں سے سالانہ میلادِ مصطفےٰ (ﷺ) کی خوبصورت روایت برقرار رکھتے ہوئے رواں سال بھی آستانہ عالیہ شہبازِ عارفاں حضرت سلطان محمد عبد العزیز (قدس اللہ سرّہٗ) پر عظیم الشان میلادِ مصطفےٰ (ﷺ) کی روح پرور تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت سرپرستِ اعلیٰ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین، جانشینِ سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب (مدظلہ الاقدس) نے فرمائی- پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا- بعد ازیں محمد رمضان سلطانی صاحب نے خوبصورت انداز میں نعتیہ کلام پیش کئے جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد ندیم سُلطانی صاحب نے سرانجام دیے- اس روح پرور پروگرام میں تحقیقی و خصوصی خطاب چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب نے فرمایا-

خصوصی خطاب کا مختصر خلاصہ:

آج امت مسلمہ کی بے بسی جس نہج پہ ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی، 57 اسلامی ممالک کے باوجود فلسطین کے مسلمانوں کی شہادتوں پر ہمارے پاس سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں، ہم نے کبھی مسلمانوں کے عروج کے اجزائے ترکیبی پہ غور نہیں کیا- مختلف محافل میں یہ شعر زبانِ زدعام تو ہے کہ:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

لیکن کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ فضائے بدر کیا تھا؟ کیا فضائے بدر اپنے جسموں کے ساتھ بم باندھ کر خودکشی کا نام ہے؟ کیا فضائے بدر اپنے ہی ممالک اور اپنی ہی مساجد کو دستی بموں سے اڑانا ہے؟ اللہ عزوجل نے سالارِ بدر (ﷺ) کی توصیف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى“[1] ”اور اے محبوب (ﷺ) وہ کنکر جو تم نے پھینکے، تم نے نہ پھینکے تھے بلکہ اللہ نے پھینکے“-

اسی طرح شرکائے بدر (رضی اللہ عنہم) کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ“[2] ”سو (اے مسلمانو!) تم نے ان کو قتل نہیں کیا، لیکن اللہ نے ان کو قتل کیا ہے“-

اسی طرح اللہ عزوجل نے اصحاب بدر (رضی اللہ عنہم) کا باطنی وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

[1] (الانفال:17)
[2] (الانفال:17)

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ"[3]

"وہی لوگ مومن کامل ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جائیں اور جب ان کے سامنے اس کی آیتیں تلاوت کی جائیں تو وہ ان کے ایمان کو زیادہ کر دیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے رہیں"۔

علامہ اقبال نے فرماتے ہیں:

با نشہ درویشی در ساز و دمادم زن   چوں پختہ شوی خود را بر سلطنت جم زن

"(بڑی قوتوں سے ٹکرانے کے لیے) تو درویشی کا نشہ (شرابِ طہور) برداشت کرنے کی ہمت پیدا کر اور پھر اس نشہ کو مسلسل پینا شروع کر دے-جب یہ نشہ تجھ میں جراَت وہمت پیدا کر دے تو پھر ایران کے بادشاہ جمشید کی سلطنت سے ٹکرلے (تزکیہ کے مراحل سے تو وقت کے جابر حکمرانوں سے ٹکرانے کی ہمت حاصل کرے گا)"-

حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے 13 برس مکی زندگی مبارک میں اپنے غلاموں کا تزکیہ فرمایا ان کے سینوں کو مدینہ بنایا، ان کے وجود مسعود کو حرص، حسد، شہوت اور دیگر آلائشوں سے پاک فرمایا- آج کچھ لوگ کہتے ہیں تزکیہ کی کیا ضرورت ہے؟ بس ہتھیار اٹھاؤ اور ٹوٹ پڑو- جس کا نتیجہ باہمی انتشار کے علاوہ کچھ نہیں اور اس کا نتیجہ آج فلسطین پہ بے بسی کی صورت میں بھی ہم دیکھ سکتے ہیں-

ایک حکایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک تاجر نے ایک درویش کو کہا کہ میرے لیے میرا نماز روزہ کافی ہے یہ تزکیہ، عالمِ لاھوت کی باتیں (معاذاللہ) بے معنی ہیں-درویش نے کہا کہ جب وقت آئے گا تو تمہیں اس کا جواب مل جائے گا- کچھ عرصہ بعد وہ تاجر تجارت کے لیے روانہ ہوا اور ایک معمار کو خطیر رقم دی اور شاندار محل تعمیر کرنے کو کہا- کچھ عرصہ بعد وہ تاجر واپس آیا اور اس نے محل کا دورہ کیا اور دیکھا کہ سارا محل تو شاندار ہے لیکن اس کی کھڑکی نہیں-جس پر اس نے معمار کی خوب ڈانٹ ڈپٹ کی-اتنے میں درویش نے پیچھے سے آواز لگائی ، بیٹے! جس طرح باہر کی تازہ ہوا لینے کے لیے کھڑکی کا ہونا ضروری ہے ایسے ہی عالم بالا کے انوار و تجلیات کے لیے محض ظاہری اعمال کافی نہیں بلکہ اس کیلئے تزکیہ اور باطن کا روشن ہونا بھی ضروری ہے- جیسا کہ حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

مُرشد کامِل ایسا مِلیا جس دل دی تاکی لاہی ھو

حضرت سلطان محمود غزنوی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تربیت حضرت ابو الحسن خرقانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمائی- فاتح قدس حضرت سُلطان ایوبی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تربیت پیرانِ پیر سیّدنا الشیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمائی اور آپؒ کے شہزادے عبد العزیز بن عبد القادر (رحمۃ اللہ علیہ) آپؒ کے ساتھ بنفسِ نفیس شریک تھے- محمد الفاتح (رحمۃ اللہ علیہ) (جنھوں نے محض 21 برس کی عمر میں قسطنطنیہ فتح کیا اور سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بشارت کے مصداق ٹھہرے) نقشبندی شیخ کے تربیت یافتہ تھے- اورنگ زیب عالمگیر نے جنھوں نے اتنی بڑی سلطنت پہ حکمرانی اور آج

[3] (الانفال:2)

بھی اپنے مرشد کے پہلو میں دفن ہیں-الغرض! جتنے بھی صلحاء کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے ان کی تربیت کا خاصہ یہ ہے کہ سلطنت پر فائز ہونے سے پہلے اپنے وجود کا تزکیہ کیا جائے جیسا کہ پیرانِ پیر سیّدنا الشیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) سے کوتوال شہر نے نصیحت طلب کی تو آپؒ نے فرمایا ”جو اپنا محاسبہ نہ کر سکے وہ لوگوں کا محاسبہ کیسے کرے گا“-پہلے نفس کی اصلاح کر اور اسلامی احکام کا نفاذ اپنے وجود پہ فرما-

صوفیاء کی تربیت کو آپ سوہنی ماہی وال کے قصے سے سمجھیں کہ کچے گھڑے پر سوار ہو تو ڈوب گئی-کفار کی مثال گارے کی ہے-اور گارے پر سوار ہو کر انسان دنیا کے سمندر کو عبور نہیں کر سکتا-کچے گھڑے کی مثال ایسے ہے جیسے آپ شرعی احکام کو اوڑھنا بچھونا بنا لیں لیکن تربیت کے مراحل سے نہ گزریں-اس لیے اس کے بھی ڈوبنے کا اندیشہ ہے، جبکہ پکے گھڑے کی مثال شیخ کے تربیت یافتہ کی ہے-جب انسان عشق کی بھٹی سے گزر جاتا ہے تو اب وہ دنیا کے سمندر میں غرق نہیں ہوتا-

فکری خطاب کے دوران صاحبزادہ صاحب نے اس چیز پہ زور دیا کہ اولیاء کرام کی تربیت یہ ہے کہ اپنے باطن کی حقیقت کو سمجھا جائے اور اگر انسان عالم بالا اور عالمِ ارواح کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ اپنے باطن میں کرنا چاہے تو مرشد کامل کی زیر نگرانی خود کو تربیت کے مراحل سے گزارے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے انوار و تجلیات کے مشاہدہ کی دولت عطا فرمائے-بقول حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ):

نال کر مِنّت خَواج خِضر دی تیرے اندر آب حیاتی ھو

یاد رکھیں! جب تک اندر کا تفرقہ ختم نہیں ہوتا باہر کا تفرقہ ختم نہیں ہوتا اور اسی چیز کی تلقین فرماتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا:

کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کر لو ملتِ احمدِ مرسل کو مقامی کر لو

پروگرام کے اختتام پہ صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب نے جامعہ غوثیہ انوار حق باھو سلطان سے فارغ التحصیل ہونے والے 38 طلباء کی دستار بندی کی-اس کے بعد ہزاروں افراد نے سرپرست اعلیٰ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین حضرت سخی سُلطان محمد علی صاحب (مدظلہ الاقدس) کے دستِ مبارک پر شرفِ بیعت حاصل کر کے سلسلۂ قادریہ میں شمولیت اختیار کی اور اسم اعظم (اسم اللہ ذات) کی لازوال دولت سے سرفراز ہوئے-

☆☆☆

دل اور نظر کی پاکیزگی: انسانی زندگی میں اہمیت اور اثرات

فکری خطاب: صاحبزادہ سُلطان احمد علی

سیکریٹری جنرل :اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین
خانوادۂ سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو قدس اللہ سرّہٗ

(میلادِ مصطفےٰ (ﷺ) وحق باھو کانفرنس، لودھراں 4 جنوری 2020ء)

علامہ اقبال فرماتے ہیں ”فقر کا مقصود ہے عِفتِ قلب و نگاہ“- یعنی روحانی کمالات کا سرچشمہ دل اور نظر کی پاکی ہے- جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”مَنْ تَرَكَهَا مِنْ مَّخَافَتِيْ أَبْدَلْتُهٗ إِيْمَانًا يَجِدُ لَهٗ حَلَاوَتَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ“[1]

”جس نے میرے ڈر کی وجہ سے بد نظری چھوڑی میں اسے ایسا ایمان عطا کروں گا جس کی حلاوت وہ دل میں محسوس کرے گا“-

اگر نگاہ کی حفاظت نہ کی جائے تو دل نہ صرف حلاوت و لذت سے محروم رہتا ہے بلکہ قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ محشر کے دن نگاہوں سے باز پرس کی جائے گی کہ یہ جدھر دیکھتی تھیں یا جس کام کے لیے اٹھتی تھیں -جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا“[2]

”بے شک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے باز پرس ہو گی“-

امام قرطبی اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”یعنی ان میں سے ہر ایک سے اس کے بارے پوچھا جائے گا جو اس نے عمل کیا پس دل سے اس کے بارے پوچھا جائے گا جس میں اس نے غور و فکر کیا اور اس کا اعتقاد بنایا اور کان اور آنکھ سے اس کے بارے پوچھا جائے گا جو اس نے دیکھا اور سنا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ، انسان سے اس کے بارے پوچھے گا جو اس کے کان، آنکھ اور اس کے دل نے جمع کیا ہو گا- اور اس کی نظیر حضور نبی کریم (ﷺ) کا یہ ارشاد گرامی ہے (كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ) کہ تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ایک سے اس کی اپنی رعیت کے بارے پوچھا جائے گا- پس انسان اپنے اعضاء پر حاکم ہے تو گویا یہ فرمایا کہ ان تمام (اعضاء) کے بارے انسان سے پوچھا جائے گا“-[3]

اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم بھی بتا دیا اور صراط شیطان بھی بتا دیا کہ ایک میرا راستہ ہے اور ایک شیطان کا- انسان کی مرضی ہے کہ وہ کس راہ کا انتخاب کرتا ہے- لیکن کل قیامت کے دن جب انسان بارگاہِ الٰہی میں اپنے اعمال نامے کے ساتھ حاضر ہو گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ جو دل میں نے تمہیں عطا کیا اس کو مرے ذکر سے منور رکھا تھا یا شیطان کے وسواس سے بھر کر رکھا تھا- جو کان میں نے عطا کئے ان کو کس حد تک تلاوتِ قرآن، انبیاء و رسل (علیہم السلام) کے پیغام سننے میں صرف کر کے لائے ہو- جو آنکھیں تمہیں عطا کی ان سے کس حد تک شرم و حیا اور پاکیزگی سے معمور کر کے لائے ہو-

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کے وجود میں جتنے بھی بڑے بڑے خناس ہیں، ان میں سب سے بڑا نقص جذبۂ

[1] (مجمع الزوائد)

[2] (الاسراء:36)

[3] (تفسیر قرطبی، زیر آیت الاسراء:36)

شہوت ہے اگر اس پہ انسان قابو نہ پائے تو وہ نہ صالح کہلانے کا حقدار ہے اور نہ باکردار- اگر انسان اپنے وجود میں پائی جانے والی اس بدی کی قوت کو شکست نہیں دیتا تب تک وجود میں اللہ کا ذکر تاثیر نہیں کرتا- کیونکہ جذبہ شہوت انسان کو بد کرداری عزتوں اور عصمتوں کو پامال کرنے پر اکساتا ہے- قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ شہوت کا راستہ انسان کے اندر انسان کی آنکھوں سے اترتا ہے- اگر انسان اپنی آنکھوں کی حفاظت کرے تو انسان اپنی شرم گاہ کی حفاظت کر سکتا ہے- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ"[4]

"آپ مومن مردوں سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ ان کیلئے بڑی پاکیزہ بات ہے- بے شک اللہ ان کاموں سے خوب آگاہ ہے جو یہ انجام دے رہے ہیں"-

قاضی بیضاوی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جو آنکھوں کے گھمانے، حواس کو استعمال کرنے اور جوارح کی حرکت دینے کو جانتی ہے اور ان احساسات اور خیالات کو بھی جانتی ہے جو دل میں انگڑائیاں لیتے ہیں اور جو ذہن میں ابھرتے ہیں پس بندوں کو چاہیے کہ وہ ہر (اس) حرکت اور سکون سے ڈریں (جو نظر بازی اور بدکاری کی طرف لے جانے والی ہو)"[5]

بعض بزرگوں نے اس پر بڑا لطیف نکتہ اٹھایا کہ آنکھوں کو جھکانا یہ اللہ تعالیٰ نے پہلے بیان کیا اور شرم گاہ کی حفاظت اللہ نے بعد میں بیان فرمائی- اس کی حکمت یہ ہے کہ جب تم آنکھوں کی حفاظت کرتے ہو یعنی آنکھوں کو برائی کی طرف اٹھنے سے محفوظ کر لیتے ہو تو تمہارے اندر خود بخود شرم و حیاء پیدا ہو جاتا ہے جو تمہیں اس سے اگلے درجے کی برائی سے روک لیتا ہے- گویا جسم کی پاکی انسان کی آنکھوں سے شروع ہوتی ہے- یہی بات اللہ تعالیٰ نے ایمان والی خواتین کے لیے فرمائی:

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ"[6]

"اور آپ مومن عورتوں سے فرما دیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں"-

لہٰذا شرم گاہوں تک بدی کا راستہ انسان کی نگاہوں سے پہنچتا ہے اور جو نگاہ کی حفاظت نہیں کرتا وہ بدی اور زنا کے راستے سے خود کو نہیں روک سکتا- یاد رکھیں! گو کہ بد نظری زنا نہیں ہے لیکن بد نظری کے آنے سے وجود میں آثار زنا پیدا ہو جاتے ہیں-

مثلاً ایک شخص کا بیان ہے کہ راستے میں میری نظر عورت پر پڑی پھر حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: "کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے پاس آتے ہو اور تم پر (نظر بد کی وجہ سے) زنا کے آثار ہیں؟ (اس شخص نے کہا کہ) میں نے عرض کی: کیا رسول اللہ (ﷺ) کے بعد وحی کا نزول ہوتا ہے (کیونکہ اس امر پر میرے علاوہ بظاہر کوئی مطلع نہیں تھا تو حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ فراست صادقہ ہے"-[7]

معلوم ہوا کہ مومن کامل کی نگاہ سے ہمارے احوال پوشیدہ نہیں ہوتے- کیونکہ حدیث مبارک ہے کہ:

"اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ تَعَالٰى"[8]

"مومن کی فراست (دُور اندیشی) سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے"-

[4](النور:30)

[5](تفسیر بیضاوی، زیر آیت النور:30)

[6](النور:31)

[7](الرازی، محمد بن عمرؒ، مفاتیح الغیب، ایڈیشن: سوم (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، 1420ھ)، ج:21، ص:434)

[8](جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن من باب سورة الحجر)

اللہ تعالیٰ مومن کامل کو قوتِ بصارت عطا کرتا ہے- لیکن اس مقام تک پہنچنے کے لئے نگاہ کی پاکی درکار ہوتی ہے- یہ مقام ان پاکباز ہستیوں کو نصیب ہوتا ہے جن کی نگاہیں صرف رضائے الٰہی کیلئے اُٹھتی اور جھکتی ہیں-اس لئے نگاہ کو پاک کرنے کا سب سے پہلا تقاضا ہے کہ نگاہ کو بدی سے روک دیا جائے جس کے لئے اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کو نگاہیں جھکانے کا حکم دیتا ہے-

حافظ ابن کثیر (المتوفی:774ھ) ”تفسیر ابن کثیر“ میں ”وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ“ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”یعنی ایمان دار عورتیں سوائے اپنے شوہروں کے دیکھنے کے، ہر اس شخص سے اپنی نگاہیں نیچی کر لیا کریں جس کا دیکھنا اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کیا ہے-اس لئے علماء کی اکثریت کا کہنا یہ ہے کہ اجنبی مردوں کو دیکھنا عورت کیلئے جائز نہیں ہے خواہ شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے“-[9]

گویا مومن مردوں اور عورتوں کا اپنے محرم کے سوا کسی کو دیکھنا یہ ان کی شانِ حیا کے خلاف ہے-کیونکہ آنکھوں سے دل کا دروازہ کھلتا ہے اور دل کا اِرادہ نیک ہو تو نیکی پر لے جاتا ہے اور دل کا اِرادہ بد ہو تو برائی پر لے جاتا ہے-جیسا کہ امام قرطبی (المتوفی:671ھ) ”تفسیر قرطبی“ میں لکھتے ہیں:

”اَلْبَصَرُ هُوَ الْبَابُ الْأَكْبَرُ إِلَى الْقَلْبِ وَأَعْمَرُ طُرُقِ الْحَوَاسِ إِلَيْهِ“

”آنکھ دل کی طرف بہت بڑا دروازہ ہے اور آنکھ کا دیکھنا دل میں حواس کے راستوں کو آباد (ہموار) کرتا ہے“-

آگے فرماتے ہیں:

”اور اس اعتبار سے کثرت سے پھسلنا ہوتا ہے اور اس سے بچنا بہت ضروری ہے اور تمام محرمات سے آنکھ کا جھکانا واجب ہے اور ہر اس چیز سے آنکھوں کو نیچا کرنا ضروری ہے جس سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو“-

امامِ قرطبی کے اس قول ”اَلْبَصَرُ هُوَ الْبَابُ الْأَكْبَرُ إِلَى الْقَلْبِ“ سے یہ نکتہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ جب آپ بیت اللہ کے سامنے بیٹھ کر اس کی زیارت کرتے ہیں تو دل میں خشیتِ الٰہی بڑھتی جاتی ہے، دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت و عظمت بڑھتی ہے-اسی طرح آپ روضۂ رسول (ﷺ) پہ حاضر ہو کر گنبد خضرہ کو دیکھتے ہیں تو محبت مصطفےٰ کریم (ﷺ) کی بڑھتی ہے-اسی طرح روضۂ رسول (ﷺ) پہ آقا کریم (ﷺ) کے اسم پاک کی کتابت ہوتی ہے، دیکھتے تو اُس کتابت کو لیکن محبت آقا کریم (ﷺ) کی بڑھتی ہے-اسی طرح جب بندے کے سامنے اسم اعظّم کا نقش ہوتا ہے وہ اپنی آنکھوں سے اللہ کا نام دیکھتا ہے تو دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے-اس سے قربت الٰہی نصیب ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس میں نیکی اور خیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے- اس کے برعکس اگر انہی آنکھوں کے سامنے ان مقدسات کی بجائے کوئی ایسی صورت ہو جو انسان کو گناہ پر مائل کرے تو اس سے وجود میں ناپاکی اور برائی بڑھتی ہے-

رسول اللہ (ﷺ) نے مؤمنین کیلئے جو آداب مقرر فرمائے ہیں یہ اُن آداب کے بھی خلاف ہے کہ مومن ایسی جانب یا سمت دیکھے جس طرف دیکھنا اللہ تعالیٰ نے اُس کیلئے حرام قرار دیا ہو- حضرت ابو سعید خُدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے آپ کو راستوں میں بیٹھنے سے بچاؤ- صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ)! ہمارے لئے تو اپنی مجالس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے- ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں تو آپ (ﷺ) نے فرمایا جب تم راستے میں مجلس کو نہیں چھوڑتے تو پھر راستے کا حق ادا کیا کرو- آپ (ﷺ) نے فرمایا:

”فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ“

---

[9] (تفسیر ابن کثیر، زیر آیت النور:31)

"تو پھر راستہ کا حق ادا کرو"۔

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کی:

"وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟"

"یارسول اللہ (ﷺ)! راستے کے کیا حقوق ہیں؟"

آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"غَضُّ الْبَصَرِ" "نظر نیچی رکھنا"

"وَكَفُّ الْأَذٰى" "اور تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹادینا"

"وَرَدُّ السَّلَامِ" "اور سلام کا جواب دینا"

"وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ" "اور نیکی کا حکم دینا"

"وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ"[10] "اور برائی سے روکنا"۔

یعنی تکلیف دہ چیز کانٹوں اور پتھروں کو ہٹانے سے بھی پہلے حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ اپنی نگاہوں کو نیچا کرلو- اس کی ایک حکمت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر کانٹا چبھا تو ایک پاؤں میں چبھا لیکن اگر معاشرے میں نگاہیں درندوں کی طرح بے قابو ہو کر خون خواری پہ اُتر آئیں تو معاشرے کی ہر عصمت و آبروز خمی ہو گی-

اس لئے ضروری نہیں کہ راستوں میں چلنے والی مسافر خاتون کسی کی بہن اور کسی کی بیٹی ہو بلکہ وہ اپنی بہن اور بیٹی بھی ہو سکتی ہیں- اس لئے جب انسان کسی کی جانب دیکھتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس عبرت کو اپنے دل میں لے کر چلے کہ آج اگر میری آنکھ سے کوئی محفوظ نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے گھر کی عصمت اور آبرو کو خود اپنے ہاتھوں سے غیر محفوظ کر دیا ہے- نگاہ کو جھکانے کی حکمتوں میں سے ایک تو یہ معاشرتی جہت ہے- مگر مومن کے لئے جو بات سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے نزدیک یہ وہ عمل ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبِ کریم (ﷺ) کو ناپسند ہے کیونکہ آپ (ﷺ) ہمیں اس بات کی تلقین کرتے ہیں کہ اپنی آنکھوں کو جھکا کر چلو-

اللہ تعالیٰ نے "سورۃ غافر" میں ایک اور بڑا لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ:

"يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ"[11]

"وہ خیانت کرنے والی نگاہوں کو جانتا ہے اور (ان باتوں کو بھی) جو سینے (اپنے اندر) چھپائے رکھتے ہیں"-

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ:

"جب کوئی آدمی کسی عورت کی جانب شہوت کی نظر سے نظریں چرا کر دیکھتا ہے اور پھر وہ آدمی اس اجنبیہ عورت کے حسن و جمال کے بارے میں اپنے دل میں غور و فکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس غور و فکر سے بھی واقف و آگاہ ہے"-[12]

حافظ ابن کثیر "تفسیر ابن کثیر" میں اس آیت کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنے علم تام کی خبر دے رہے ہیں جو تمام اشیاء خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی عمدہ ہوں، حقیر دقیق ہوں یا لطیف سب کو محیط ہے تاکہ لوگ اس کے علم سے ڈریں اور اللہ سے حیاء کریں جس طرح حیاء کرنے کا حق ہے کما حقہ تقوی اختیار کریں اور یہ مراقبہ ان کے دلوں میں پختہ ہو جائے تاکہ وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے پس بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والی آنکھ کو بھی جانتا ہے اگرچہ وہ دیانتداری ظاہر کریں اور ان کے سینوں کی گہرائیوں کے پوشیدہ رازوں سے بھی وہ خوب واقف ہے"-[13]

حضرت عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ:

"(لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ) اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں ہے اس لئے اس نے تمام بے حیائی کے کاموں کو حرام قرار دیا ہے- خواہ وہ ظاہر ہوں خواہ باطن"-[14]

گویا اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ بد نظری کو ناپسند کرتا ہے اور آنکھوں کی خیانت و بد نظری کا کوئی شاہد ہو یا نہ ہو

[10] (صحیح بخاری، کتاب الاستئذان)

[11] (غافر:19)

[12] (تفسیر مظہری، زیر آیت غافر:19)

[13] (تفسیر ابن کثیر، زیر آیت غافر:19)

[14] (صحیح بخاری، کتاب التفسیر)

اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے- کیونکہ خشکی اور تری، بحر و بر، بلندی و پستی، آسمانوں اور زمینوں کی ہر حقیقت اور مخلوق کے دلوں میں اُٹھنے والے ہر ایک خفیہ ارادے کو پروردگار عالم جانتا ہے-

خیانت کیا ہے؟

اگر کوئی آدمی دوسرے آدمی کو کچھ رقم دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میری امانت ہے اس کا خیال رکھو- تھوڑے عرصے بعد وہ اُس سے اُس رقم کے بارے میں دریافت کرتا ہے تو پہلے آدمی نے وہ رقم خرچ کر دی ہوتی ہے اور جو امانت کی پاسداری تھی وہ نہیں کی ہوتی- لہٰذا وہ امانت کی پاسداری نہ کر کے خیانت کا مرتکب ہوا-

یاد رکھیں! خیانت صرف رقم میں نہیں ہوتی- اسی طرح ایک اور مثال کہ ایک آدمی کو آپ نے کچھ کاغذات دیئے اور کہا کہ یہ میری امانت ہے اِس امانت کو محفوظ رکھو، میرے فلاں فلاں لوگ جو مجھ سے مخاصمت، عداوت و دشمنی رکھتے ہیں اُن تک یہ کاغذات نہ پہنچنے نہ پائیں- لیکن جس بندے کے پاس اُس نے جو امانت رکھوائی وہ اس امانت کو اُن لوگوں تک پہنچاتا ہے جن تک پہنچانے سے اُس کو منع کیا تھا تو یہ بھی اُس نے خیانت کا ارتکاب کیا-

اسی طرح ایک آدمی کسی کے پاس اپنا بیٹا، اپنی بیٹی، اپنا بھائی کسی کو حفاظت کے طور پہ اُس کو دے کر آتا ہے اور اُس کو کہتا ہے کہ میں کہیں جا رہا ہوں تب تک یہ میری امانت ہے اِس کو سنبھال کے رکھنا- اگر اُس نے ان کی حفاظت اور اچھی تربیت نہ کی تو اس نے بھی امانت میں خیانت کی-

صرف مال، کاغذات، اولاد اور دیگر ضروری اشیاء امانت نہیں ہوتیں بلکہ انسان کا راز بھی ایک امانت ہوتا ہے- اگر کسی نے دوسرے آدمی کو کہا کہ میرا یہ راز ہے، یہ میں تمہیں بتا رہا ہوں اور جب تک میں نہ کہوں یہ راز فاش نہیں کرنا لیکن اگر دوسرا بندہ اس کی مرضی اور منشا کے خلاف اُس راز کو اُگل دیتا تو گویا وہ بھی اُس راز سے خیانت کرتا ہے- معالج کے پاس مریض کے راز ہوتے ہیں اگر وہ انہیں ظاہر کرتا ہے تو اس نے خیانت کا ارتکاب کیا- یعنی ہر سپرد کی گئی چیز کو ضائع کرنے، یا اُسے نقصان پہنچانے، یا اُسے خلاف معاہدہ استعمال کرنے کو خیانت کہتے ہیں-

الغرض! سورہ غافر کی اس آیت سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو رشتے ہمارے لئے حرام قرار دیئے ہیں وہ اس دنیا میں ہمارے اُوپر امانت کا درجہ رکھتے ہیں اور جو اُنہیں بُری نیت اور بُرے اِرادے سے دیکھتا ہے وہ فی الحقیقت اُس میں خیانت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس خیانت کو دیکھتا ہوں-

حضرت اُمّ مَعْبد (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا کہ:

’’اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ، وَلِسَانِیْ مِنَ الْکِذْبِ، وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ.- فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْیُنِ، وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ‘‘[15]

’’اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک فرما، میرے عمل کو ریا سے پاک فرما، میری زبان کو جھوٹ سے پاک فرما اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما، کیونکہ تو آنکھ کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور دلوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے‘‘-

گویا دین مبین اور قرآن مجید کا یہ حسن ہے جو انسان کو فطرت (nature) کے قریب کرتا ہے، ہر ایک انسان کو دوسرے انسان کا محافظ بناتا ہے اور ایک ایسا نظم و ضابطہ دیتا ہے کہ کوئی کسی کی عصمت اور آبرو کی جانب میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا-

امام قرطبی (رحمۃ اللہ علیہ) اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا قول بیان کرتے ہیں کہ آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

’’اس سے مراد وہ آدمی ہے جو ایک عورت کی طرف دیکھتا ہے جب اس کے ساتھی اسے دیکھیں تو وہ اپنی نظریں جھکا لیتا ہے پس جب وہ ان کی طرف غفلت دیکھتا

---

[15] (الدعوات الکبیر)

ہے (یعنی وہ مجھے نہیں دیکھ رہے) تو وہ عورت کو نظریں چرا کر دیکھ لیتا ہے جب اس کے ساتھی اس کی طرف دیکھتے ہیں وہ اپنی نظریں جھکا لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہے کہ وہ آدمی اس عورت کی بے پردگی دیکھنے کو پسند کرتا ہے"۔[16]

یعنی اگر وہ آدمی اپنے دوستوں کو اپنے گناہ کا گواہ اور شاہد نہیں بننے دیتا مگر وہ یہ نہ بھولے کہ اس گناہ پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں خود علم رکھتا ہوں کہ کون، کب اور کہاں امانت میں خیانت کرتا ہے- یہ بات صرف ارادہ و نیت اور چہرے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ امام ابن ابی شیبہ (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت علاء ابن زیاد (رحمۃ اللہ علیہما) سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ کہا جاتا تھا کہ:

"تیری نظر عورت کی چادر کی خوبصورتی کے پیچھے نہ جائے کیونکہ یوں دیکھنا دل میں شہوت پیدا کر دیتا ہے"۔[17]

گویا بری نیت سے عورت کی چادر کو دیکھنا بھی گناہ ہے کیونکہ وہ بھی جذبۂ شہوت کو پیدا کرتا ہے- لہٰذا مقصود گناہ سے روکنا ہے اور نگاہ میں پاکیزگی پیدا کرنا ہے تاکہ آنکھیں پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کو دیکھنے کے قابل ہو جائیں- چونکہ جب نگاہ کو پاک کرنا مقصود ہے تو پھر غیر اللہ کی محبت ہو یا کسی کا خوش نما کپڑا ہی کیوں نہ ہو ارادہ بد سے اسے دیکھنا بھی گناہ ہے-

حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:[18]

"لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ إِلَيْهِ"

"اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والے اور جس کی طرف دیکھا گیا ہے دونوں پر لعنت فرمائی ہے"-

یعنی غیر محرم عورت کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنے والے اور اس انداز میں بے پردہ نکلی کہ اس کی طرف نظر کی گئی ہے تو دونوں پر اللہ کی پھٹکار ہے-

اکثر عام اور فطری سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر ویسے راہ چلتے انسان کی آنکھ اُٹھ جائے تو انسان کیا کرے؟

حضرت بُرَیدہ (رضی اللہ عنہ) بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ:

"يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ"[19]

"اے علی ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو، کیونکہ تمہارے لئے پہلی نظر معاف ہے دوسری نہیں"-

یعنی پہلی نگاہ بغیر ارادے کے اُٹھ سکتی ہے لیکن دوسری نگاہ ارادے سے اُٹھتی ہے- لہٰذا دوسری مرتبہ نگاہ کو اس جانب نہ اُٹھایا جائے-

امام سیوطی اور امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہما) نے حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى امْرَأَةٍ أَوَّلَ رَمْقَةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللهُ تَعَالَى لَهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا فِي قَلْبِهِ"[20]

"جو آدمی عورت کو پہلی نظر دیکھتا ہے پھر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے"-

یعنی جو شخص ایک مرتبہ غیر ارادی طور پر عورت کو دیکھ بیٹھتا ہے مگر دوسری مرتبہ نفس و شیطان کے اُکسانے کے باوجود اپنی نگاہ کو اُٹھنے سے رُوک لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں عبادت کی لذت اور حیا پیدا کر دیتا ہے-

حضرت عُبادہ بن صامت (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"اَضْمِنُوْا لِي سِتًّا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَضْمِنْ لَكُمُ الْجَنَّةَ"

"تم مجھے اپنی طرف سے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں"-

1- "اَصْدِقُوْا إِذَا حَدَّثْتُمْ" جب بولو تو سچ بولو"

2- "وَأَوْفُوْا إِذَا وَعَدْتُّمْ" وعدہ کرو تو پورا کرو

---

[16] (تفسیر قرطبی، زیر آیت غافر:19)

[17] (مصنف ابن ابی شیبہ)

[18] (السنن الکبری / شعب الایمان)

[19] (سنن اَبي داود، کتاب النّکاح)

(سنن ترمذی اَبْوَابُ الْاَدَبِ)

[20] (شعب الایمان / الجامع الصغیر)

3- "وَأَدُّوا إِذَا اؤْتُمِنْتُمْ"

"تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو وہ صاحبِ امانت کو ادا کرو"

4- "وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ"

"اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو"

5- "وَغُضُّوا أَبْصَارَكُمْ"

"اپنی نگاہوں کو جھکا کر رکھو"

6- "وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ"[21]

"اپنے ہاتھوں کو (ظلم سے) روک کر رکھو"

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ:

"كُلُّ عَيْنٍ بَاكِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

"قیامت کے روز ہر آنکھ رو رہی ہو گی"

1- "إِلَّا عَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ"

"مگر وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے رکی رہی"

2- "وَعَيْنٌ سَهِرَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ"

"اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں جاگتی رہی (پہرہ دیتی رہی)"

3- "وَعَيْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ دَمْعَةٌ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ"[22]

"اور وہ آنکھ جس سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے مکھی کے سر جتنے بڑے آنسو نکلتے رہے"-

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تَرَى أَعْيُنُهُمُ النَّارَ

"تین شخص ایسے ہیں جن کی آنکھیں قیامت کے دن جہنم کو نہیں دیکھیں گی"

1- "عَيْنٌ حَرَسَتْ فِي سَبِيلِ اللهِ"

وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں شب بیداری کی

2- "وَعَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ"

وہ آنکھ جو خوفِ خداوندی میں اشک بار ہوئی-

3- "وَعَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ"[23]

"اور وہ آنکھ جو حرام چیزوں کے دیکھنے سے رکی رہی"-

گویا آنکھوں میں پاکیزگی پیدا ہونے سے وہ اس قابل ہو جاتی ہیں کہ وہ ان ارواح اور چہروں کی زیارت کر سکیں جن چہروں پہ ذکر اللہ کی کثرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نور برستا ہے- ہم تمنا رکھتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے روئے زیبا کی زیارت نصیب ہو، خلفائے راشدین اور آئمہ اہل بیت اطہار (رضی اللہ عنہم) اور شیوخ عظام (رحمۃ اللہ علیہم) کے چہروں کی زیارت کریں- آمین یارب العالمین!

یاد رکھیں! ہر ایک کا مقام مختلف ہوتا ہے مثلاً جہاں قصاب گوشت رکھتا ہے وہاں عطار عطر نہیں رکھتا- اسی طرح جہاں قرآن مجید اور کتب احادیث رکھی جاتی ہیں وہاں جوتے بیچنے والا اپنے جوتے نہیں رکھتا- جس طرح تازہ تیتر کا شکار کیا ہوا خون پینا یا گوشت کھانا صرف شاہین کے مقدر میں ہوتا ہے- اسی طرح نگاہوں کی مثال ہے کہ ہر نگاہ اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرے- کیونکہ ہر نگاہ تصدیق کر کے صدیق نہیں بنتی بلکہ بعض نگاہیں ابو جہل کی بھی ہوتی ہے- ان آنکھوں میں پہلا فرق شرم و حیا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ صدیق کی تمنا تھی کہ میری یہ نگاہیں رخِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہ ٹکی رہیں- اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی طرف اپنی نگاہ کو نہیں اٹھاتے تھے- ذکر و تصور اسم اللہ ذات وجود میں اس وقت تاثیر کرتا ہے جب

---

[21] (مسند إمام أحمد بن حنبل / مکارم الأخلاق / صحیح ابن حبان / مستدرک علی الصحیحین)

[22] (الجہاد لابن ابی عاصم / حلیۃ الأولیاء / الجامع الصغیر)

[23] (المعجم ابویعلی موصلی / المعجم الکبیر / مجمع الزوائد)

بندہ اپنی نگاہوں کو اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی جانب اٹھنے سے روک لیتا ہے-

مرشدِ کریم سلطان الفقر بانیٔ اصلاحی جماعت حضرت سلطان محمد اصغر علی (رحمۃ اللہ علیہ) اور جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی (مدظلہ الاقدس) کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی اور مَیں گواہی دے سکتا ہوں کہ میں نے اپنی زندگی میں انہیں کسی نامحرم کی جانب آنکھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا- میرے مرشدِ کریم سلطان الفقر حضرت سلطان محمد اصغر علی (رحمۃ اللہ علیہ) جب اپنے والد و مرشد شہبازِ عارفاں حضرت سخی سلطان محمد عبد العزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کی مثال دیتے تو آپؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد کی خدمت میں 30 برس ایسے ڈیوٹی کی ہے جیسے ایک خادم ڈیوٹی کرتا ہے اور میں نے یہ مشاہدہ کیا کہ میرے مرشد سلطان محمد عبد العزیز (رحمۃ اللہ علیہ) جب بھی بیٹھتے اپنی نگاہوں کو جھکا کر بیٹھتے-

گویا کہ آپؒ کا دل ویسے ہی غیر اللہ سے پاک ہے- جس کا دل محبت و یادِ الٰہی میں ڈوبا ہوا ہو وہ ان مقامات کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے جو ہماری عقل کے احاطہ سے ماوراء ہے، تو اگر وہ اپنی آنکھیں نہ بھی جھکائیں تو ان کی ذات گرامی پر کیا اثر پڑتا ہے- جیسا کہ حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

پاک پلیت نہ ہوندے ہَر گز توڑے رہندے وچ پلیتی ھو

یعنی جس کے اندر پاکی ہے باہر سے نجاست لگ بھی جائے تو وہ اسے پلید نہیں کرتی- رسول اللہ (ﷺ) کے بارے میں صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں میں ایسے حیا تھا جیسے دلہن کی آنکھوں میں حیا ہوتا ہے-

باوجود ان عظیم مقامات کے جو نگاہ کا حیا ہے وہ پاک لوگوں کی نشانی ہے- اگر انسان اپنے وجود کو برکت و رحمتِ الٰہی کا حامل بنانا چاہتا ہے تو وہ آداب اختیار کرے جو ہمارے شیوخ اسلافِ اکابرین نے اختیار کئے- کیونکہ اس راستے کی پہلی سیڑھی آنکھوں میں حیا پیدا کرنا ہے-

یاد رکھیں! عمارتیں، جائیدادیں، زمینیں ہی ورثہ نہیں ہوتیں بلکہ قوموں کا ورثہ ان کے نظریات اور ان کا طریق معاشرت ہوتا ہے- ہمارے اسلاف کا طریقِ تربیت ہمارا اسلامی ورثہ ہے جس کی ہمیں اور ہماری نسلوں کو حفاظت کرنی ہے-

آج کی معاشرت نگاہوں کو بے باکی سکھاتی ہے- لیکن جب مومن میدان جہاد میں باطل کے سامنے کھڑا ہو وہاں اس کی نگاہوں میں عقاب کی بے باکی چاہیے- یہاں بیباکی کا معنی دلیری اور بہادری ہے، بھٹکنا یا شہوت زدہ ہونا نہیں ہے-

لہٰذا باطل کے مدمقابل تقاضے اور ہیں لیکن جو عام حسنِ معاشرت ہے اس میں نگاہوں کی بے باکی نہیں چاہیے- آج کا جدید طرز تعلیم بے باکی سکھاتا ہے- جس کی مثال میں ایک خود بیتا دلچسپ واقعہ سنانا چاہوں گا کہ:

”میں نے لندن کے ایک ادارے میں ٹریننگ لی جو سماجی اخلاقیات اور سماجی رویوں سے متعلق تھی- وہاں ٹرینر نے ”assertive eye contact“ کے بارے میں بتایا کہ کیسے آپ اپنی آنکھوں سے پُر اعتمادی کے ساتھ دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں- تو میں نے ان سے کہا لیکن اس کے اوپر ”cultural difference“ لاگو ہو گا- ٹرینر نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا: ایک شخص تھا جس سے میں نے قرآن مجید پڑھا، جب میں سات یا آٹھ برس کی عمر کو پہنچا تو میں نے قرآن پاک کو مکمل تلاوت سے پڑھ لیا اور اس کی کلاس سے باہر ہو گیا- اور اب میرے اپنے بچے اسی شخص سے قرآن کریم پڑھتے ہیں- لیکن مجھ میں آج تک یہ ہمت نہ ہوئی کہ جس کو میں نے آٹھ برس کی عمر تک استاد مانا اس کی آنکھوں سے آنکھیں ملا کر بات کروں- ٹرینر نے اگلے مرحلے میں کہا جب آپ اپنے والدین سے کوئی مسئلہ ڈسکس کریں تو آپ کو

"assertive eye contact" کی ضرورت ہوتی ہے۔
مَیں نے کہا: مَیں نہیں کر سکتا۔ ہمارے ہاں پُر اعتمادی (assertiveness) یہ نہیں ہے کہ والدین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کریں۔ کیونکہ ہمارے کلچر میں والدین سے نگاہیں جھکا کر بات کرنا احترام سمجھا جاتا ہے"۔

آنکھ میں اعتماد بھی چاہئے، دلیری بھی چاہئے، بیباکی بھی چاہئے مگر ادب، حیا اور شرم کو برقرار رکھتے ہوئے۔ آج جو بے باکی ہمیں ٹی وی چینلز پر انفوٹینمنٹ میڈیا یا انٹرٹینمنٹ میڈیا کے ذریعے سکھائی جا رہی ہے یہ ہماری روایت اور تہذیب نہیں ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے تعلیمی ادارے پرائمری سے لے کر ہائر ایجوکیشن تک وہ ٹرینڈ اور برینڈ کے طور پر اس بے باکی کو فروخت کرتے ہیں۔

غور کریں کہ ہم میں سے کتنے والدین ہیں جو جا کر ان تعلیمی اداروں کے دروازے کھٹکھٹاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ ہمیں تعلیم تو جدید چاہیے لیکن تربیت حضور نبی کریم (ﷺ) والی چاہیے۔ جدید تعلیم سے ہم باغی نہیں ہو سکتے کیونکہ اعلیٰ درجے کی جدید تعلیم ہماری دینی، ملی، قومی اور عصری ضرورت ہے۔ لیکن وہ تعلیم جو بچوں کے قلوب و اذہان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور آقا کریم (ﷺ) کی شریعت کے راستے پہ مائل کرے۔ اس لئے جب تک والدین اپنے بچوں کے تعلیمی اداروں سے یہ تقاضا نہیں کرتے تو وہ کبھی بھی بچوں کو یہ تعلیم و تربیت مہیا نہیں کریں گے۔

اس لئے میری یہ تجویز ہو گی کہ جن تعلیمی اداروں میں آپ کے بچے پڑھتے ہیں ان سے اس بات کا مطالبہ کریں کہ آپ کے نصاب میں ہماری بنیادی اخلاقیات اور تربیت سے متعلق کیا پڑھایا جاتا ہے اور غیر نصابی طور پہ کیا سکھایا جاتا ہے؟ کیونکہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے عوض بھاری بھر کم رقم دی جاتی ہے۔ اس لئے اس رقم کے عوض اگر آپ میرے بچوں میں اخلاقی صفات پیدا نہیں کرتے تو آپ نے امانت میں خیانت کی ہے۔ یاد رکھیں! یہ چیزیں مطالبہ سے پیدا ہوتی ہیں کیونکہ معاشی اصول کے مطابق جب تک طلب (demand) نہیں ہو گی رسد (supply) نہیں ہو گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے، ہمارے معاشرے کو ایسا بنا دے کہ روزِ محشر ہم اس کے دربار میں سرخرو ہو کر حاضر ہوں۔ اصلاحی جماعت کی یہی دعوت ہے کہ آپ آئیں اور شانہ بشانہ اس پیغامِ تربیت کو آگے پہنچائیں جو اصلاح کا عمل ہوتا ہے اور اس کا مقصد فقط اور فقط اللہ تعالیٰ کی رضا اور آقا کریم (ﷺ) کی محبت و اطاعت ہے۔ لہٰذا! اصلاحی جماعت کے سنگ اس تربیت کو حاصل کریں تاکہ ہم خود بھی اس نمونہ عمل میں ڈھل سکیں اور اپنی آئندہ نسل کو بھی اس نمونہ عمل میں ڈھال سکیں جو ہمارے لئے دنیوی اور اخروی کامیابی کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو!

☆☆☆

رپورٹ

ایک روزہ کانفرنس

MUSLIM Institute

مولانا رومیؒ و حضرت سلطان باھوؒ

مسلم انسٹیٹیوٹ

مسلم انسٹیٹیوٹ اور ادارہ نظریہ پاکستان لاہور نے مشترکہ طور پر ادارہ نظریہ پاکستان میں 3 فروری 2024ء کو مولانا رومیؒ و حضرت سلطان باھوؒ کانفرنس کا انعقاد کیا- یہ کانفرنس دو سیشن پہ مشتمل تھی- کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی-

سیشن اول

کانفرنس کے پہلے سیشن کی صدارت ڈاکٹر شاہد منیر، چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن نے کی- ملک آصف تنویر اعوان ایڈوکیٹ نے ماڈریٹر کے فرائض سر انجام دیئے- معروف گلوکار راجہ حامد علی نے کلام باھو پیش کیا-

کانفرنس کے پہلے سیشن میں مقررین کے اظہار خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے-

رومی ایک ایسی شخصیت ہیں جن کی مثنوی نے 600 برس تک برصغیر پاک و ہند پر ادبی حکومت کی ہے- اس خطے کی مسلم فکر پر مولانا جلال الدین رومی (رحمۃ اللہ علیہ) کا گہرا اثر ہے- آپ جب بھی اسے پڑھیں گے، آپ کو اس کے تانے بانے رومی کی مثنوی سے ملیں گے- برصغیر میں صوفیاء کی وجودی روایت رہی ہے- یہ روایات فتوحات مکیہ یا فصوص الحکم ہی کے ذریعے یہاں داخل نہیں ہوئیں بلکہ مثنوی مولانا جلال الدین رومی کے ذریعے داخل ہوئی ہیں- مولانا رومی کا اس خطے کی علمی و ادبی روایات میں ایک خاص اثر ہے جس کو آج لوگ بھولتے جا رہے ہیں-

ہیر وارث شاہ کا ایک اپنا ترنم ہے- آپ نے ہیر وارث شاہ کو ایک ہی سر میں سنا ہوگا- اس کی کوئی دوسری سر نہیں لگائی جاتی، لوگوں نے کوشش کی لیکن قبولیت نہ ملی- میاں محمد

معزز مقررین

میاں فاروق الطاف
(سینئر وائس چیئرمین ادارہ نظریہ پاکستان)

ڈاکٹر شاہد منیر
(چیئرمین پنجاب ہائر ایجوکیشن کمیشن)

پروفیسر ہمایوں احسان
(پرنسپل پاکستان لاء کالج)

ڈاکٹر خاور سعید بھٹہ
(چیئرمین شعبہ پنجابی جی سی یونیورسٹی لاہور)

صاحبزادہ سلطان احمد علی
(چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ)

ناہید عمران گل
(سیکریٹری ادارہ نظریہ پاکستان)

حمیرہ مسیح الدین ایڈووکیٹ
(سکالر وایکڈیمیشن)

بخش صاحب کے کلام کی اپنی ایک طرز ہے جسے ہمیشہ اسی طرز میں پڑھا جاتا ہے- یہی اس کی شناخت ہے- اسی طرح حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام پڑھنے کا ایک درباری سطح پر فقیرانہ اور درویشی طریقہ ہے دوسرا وہ طریقہ جو عام ہے جسے اقبال

باھو اور دوسروں نے پڑھا ہے- ہم میں سے کم لوگ جانتے ہیں کہ مثنوی شریف کو بھی ترنم میں پڑھنے کا ایک اپنا طریقہ ہے-اس کی خاص سُر تھی جس میں مثنوی کو پڑھا جاتا تھا-

مثنوی میں ایک کہانی ہے ’’یہودی بادشاہ اور اس کی عیسائی رعایا‘‘، جو موجود دور کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ کس طرح سے پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور کس طرح سے ہم اس سے اپنا دفاع کر سکتے ہیں- مثنوی ایک شاہکار سٹرکچر کے مطابق لکھی گئی ہے جس میں ایک پیغام ہے کہ ادب برائے ادب نہیں بلکہ ادب برائے ہدف ہونا چاہیے-

مثنوی کو صدیوں سے انسان سازی، کردار سازی اور سلوک سازی کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور مولانا خود فرماتے کہ یہ کتاب مثنوی دین کی بنیاد ہے اور قرآن کریم کی تفسیر ہے-

سب سے حیران کن یہ ہے کہ رومی کا فنون لطیفہ سے شغف نہیں تھا آپ کی تربیت تو فقہ و قانون کی ہے اور آپ قونیہ میں فقہ کے چار کالجوں میں قانون پر لیکچر دیا کرتے تھے، 37 سال کی عمر میں مولانا شمس کی رفاقت میں آتے ہیں، جس جگہ پر آپ کی پہلی ملاقات ہوئی اس کو ترکیہ زبان میں مجمع البحرین کہتے ہیں یعنی دو سمندروں کا ملنا اور 40 برس کی عمر میں مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

ہیچ چیزے خود بخود چیزے نہ شد
ہیچ خنجر خود بخود تیزے نہ شد
مولوی ہرگز نہ شد مولاے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

’’کوئی بھی چیز خود بخود خاص چیز نہیں بنتی، کوئی بھی لوہا خود بخود تلوار نہیں بن سکتا-مولوی (رومیؒ) ہرگز مولائے روم نہ بن سکتا، جب تک وہ شمس تبریزی کی غلامی اختیار نہ کرتا‘‘-

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) بھی یہی فرماتے ہیں کہ:

الف: اَللہ چَنْبے دِی بُوٹی میرے مَن وِچ مُرشد لَائی ھو

یعنی مرشد ہی ہے جس کے بغیر کچھ ممکن نہیں- اس کے برعکس جس کا کوئی مرشد نہیں ہوتا اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے، وہ اس سے رہنمائی لیتا ہے- یعنی کتابوں سے آپ اس طرح سے فیض حاصل نہیں کر سکتے- آپ کو ہر حال میں مرشد چاہیے جس طرح حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

سَئیے ہَزار کِتاباں پَڑھیاں پَر ظَالم نفس نَہ مَردا ھو
باجھ فَقِیراں کِسے نہ مَاریا باھوؒ ایہو ظالم چور اَندر دَا ھو

مثنوی میں چوبیس ہزار اشعار ہیں جو کہ 6 دفاتر میں مشتمل ہے- جس کا پہلا دفتر نفس پر ہے اور نفس کے بارے میں تیرہویں صدی کے مولانا رومیؒ اور سترہویں صدی کے حضرت سلطان باھوؒ دونوں بیان کرتے ہیں کہ یہ نفس ہی ہے کہ جس سے سب کچھ بنتا اور بگڑتا ہے-

دوسرا دفتر بصیرت اور بصارت پر ہے- اس میں 12 کہانیاں ہے جو ایک دوسرے سے مکمل ربط رکھتی ہے-

تیسرے دفتر کا موضوع علم اور حکمت پر ہے- اس کے آغاز میں مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ حکمت اسی طرح ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فوج-

چوتھے دفتر کا تعلق الہام سے ہے اور پانچویں اور چھٹے دفتر کا تعلق روح کی بد عنوانی سے ہے-

ان تمام دفاتر میں جو کہانیاں آپ نے بیان کی ہیں ان کی مثال Social Engineering کی ہے اور اگر ہم ان

کہانیوں کو اپنی ایجوکیشن میں شامل کر لیں تو ہمیں ایک سال میں واضح فرق نظر آئے گا۔

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ دونوں شخصیات مسلمانوں کی میراث ہیں۔ امن و محبت کے سفیر کے طور پر حضرت سلطان باھوؒ کا کلام اہم ہے۔ محبت سے بڑا کوئی مؤثر ہتھیار نہیں ہے۔ مختلف عقیدوں کے لوگوں کو محبت کے ساتھ رہنا چاہیے۔ ہمارے پاس صوفیا کا بہت بڑا خزانہ ان کی کتابوں اور تعلیمات کی صورت میں موجود ہے۔ اس ورثے کی ترویج کے لیے عربی اور فارسی زبان کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔ اپنے فلسفے کے اعتبار سے یہ تعلیمات بہت اعلیٰ ہیں۔ ان تعلیمات سے پاکستان کو مایوسی سے نکال کر ایک پر امن اور پاکیزہ معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

کسی بھی معاشرے میں امن کی مقدار اس میں پائے جانے والی سچائی کے سفر سے منسلک ہے۔ مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات طبیعاتی و مابعد طبیعاتی پہلوؤں پر انسان کی تربیت کرتی ہیں۔ سچائی کے کسی ایک زاویے کو بھی پکڑ لیا جائے تو وہ زاویہ انسان کو سچائی کے گہرے سمندر میں لے جاتا ہے۔ بعینہٖ جمالیاتی تحقیق بھی خدا سے اپنا رشتہ بحال کرنے کا ایک بہترین زاویہ ہے۔ دنیا میں ایمانوئل کانٹ کے جمالیات کے تصور پر بہت کام ہوا ہے صوفیاء کا خدا تک پہنچنے کا تصور جمالیات سے جدا نہیں ہے۔

جب ہمارے اعمال میں خدا کی صفات نظر آئیں گی تو ہمارے چہرے پر خدا کی محبت نظر آجائے گی۔ جن معاشروں نے work ethics پر کام کیا وہ خوشحال ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنی عملی زندگی میں خدا کی محبت کا اظہار کیا۔ مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ کا کلام اس خلا کو پُر کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اہل دل اور اہل نظر ان سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔ ان تعلیمات کو جہاں سے بھی پرکھیں سچائی ہی ملے گی۔ آج ہمیں اسی بات کی ضرورت ہے کہ ہم طالب علموں کو سکھائیں کہ جو پڑھیں اس کا عملی مظاہرہ پیش کریں۔ جیسا کہ مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ نے خدا کی محبت کا عملی نمونہ پیش کیا۔ اگر ان تعلیمات پر بھرپور عمل شروع کیا جائے تو ان تعلیمات کو applied science کی صورت دی جاسکتی ہے۔ اس صورت میں ہم اپنے مقاصد کو بہتر طریقے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

وقفہ سوال و جواب

وقفہ سوال و جواب کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

فلسفیانہ و کلامی مسائل بھی حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے پنجابی کلام میں پائے جاتے ہیں جب ذات و صفات باری تعالیٰ، روح، تجلیات وغیرہ کی بات ہو گی تو کلامی مسائل ضرور زیرِ بحث آئیں گے۔ اس طرح کی مباحث موجود ہیں مگر بد قسمتی سے ماضی میں اس پر کوئی وسیع تحقیقی کام نہیں ہو سکا۔ لیکن آپؒ کی کتب کے مخاطبین طالبانِ مولیٰ ہیں جو تصوف کی تعلیمات کو عمل میں لانا چاہتے ہیں۔ مولانا جامی نے مثنوی کو فارسی کا قرآن کہہ کر بہت بڑا دعوی کیا ہے جو کہ مثنوی کیلئے ایک قسم کا خراجِ تحسین بھی ہے کیونکہ مثنوی شریف قرآن کریم کی تعلیمات کی عکاسی کرتی ہے جس کا یقین ایک شخص کو تبھی ہو سکتا ہے کہ جب وہ مثنوی کا بغور مطالعہ کرے گا۔ یہ دعویٰ مولانا جامی نے بغیر پیشگی علم اور ثبوت کے نہیں کیا۔ خدا، انسان اور فطرت کے تعلق کو سمجھنے کیلئے صوفیائے کرام کی تعلیمات بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

سیشن دوئم:

کانفرنس کے دوسرے سیشن کی صدارت ڈاکٹر محمد سلیم مظہر (ڈائریکٹر جنرل مقتدرہ قومی زبان) نے کی۔ ڈاکٹر عظمیٰ زرین نازیہ نے ماڈریٹر کے فرائض سر انجام دیئے۔ معروف گلوکار راجہ حامد علی نے اختتام پہ کلام باھو پیش کیا۔

کانفرنس کے دوسرے سیشن میں مقررین کے اظہار خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے-

مولانا رومیؒ اور حضرت سلطان باھوؒ دنیائے اسلام کے ہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی عظیم شخصیات میں سے ہیں اور بنی نوع انسان آج جس المیے اور مشکل کا شکار ہے انہوں نے اُس کا وقت سے پہلے علاج تجویز کیا اور جس نے اس علاج کو اختیار کیا وہ دنیا اور آخرت میں سرخروئی اور کامیابی پا گیا- حضور نبی اکرم (ﷺ) کے ساتھ زندگیاں گزارنے والے نماز بھی پڑھتے تھے، اُن میں سے بہت سے لوگوں نے حج بھی کیا تھا اور صاحبِ استطاعت تھے زکوٰۃ بھی دیتے تھے، لیکن اُن میں سے نہ کسی کو حاجی کہا جاتا ہے، نہ نمازی کہا جاتا ہے اور نہ زکوٰۃ دینے والا، اُن کو صحابی کہا جاتا ہے -یعنی ساری فضیلتوں کے باوجود جو نسبت ہے وہ تعلق کی ہے- تو جس کا کسی بڑے

حسنِ کردار سے کتنے لوگوں کے دلوں کو منور کیا ہے اور دعوت اسلام میں ساری زندگی انہوں نے وقف کی- ان تمام اولیاء کرام میں حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ممتاز حیثیت رکھتے ہیں لیکن ان بے مثال کرداروں کو کسی بھی سطح پر پڑھایا یا بتایا نہیں جاتا- ہماری دو تہائی آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے ہم سب پر لازم ہے کہ ہم ان کے تعلق کو اللہ اور اس کے پاکباز بندوں سے جوڑیں- جس طرح حضرت سلطان باھوؒ کی باکمال زندگی سے ہمیں بے شمار درس ملتے ہیں اگر ہم 400 برس پیچھے جائیں تو ہمیں حضرت جلال الدین رومی ملتے ہیں جن کو حضرت علامہ اقبال نے اپنا مرشد قرار دیا جن کی مثنوی کا دنیا میں متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے- جو دنیا کی سب سے زیادہ بکنے والی کتابوں میں شمار ہوتی ہے لیکن چراغ تلے اندھیرے والی بات ہے کہ ہم نے حضرت سلطان باھوؒ اور مولانا رومیؒ کی تعلیمات سے تعلق نہیں جوڑا-

معزز مقررین:

پروفیسر ڈاکٹر فلیحہ زہرہ کاظمی
(وائس چانسلر ہوم اکنامکس یونیورسٹی لاہور)

میاں سلمان فاروق
(سکالر ممبر بورڈ ادارہ نظریہ پاکستان)

ڈاکٹر دلدار علوی
(ڈین نیچرل سائنسز، ایف سی کالج یونیورسٹی لاہور)

ڈاکٹر محمد سلیم مظہر
(ڈائریکٹر جنرل مقتدرہ قومی زبان)

صاحبزادہ سلطان احمد علی
(چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ)

کے ساتھ نسبت اور تعلق والا معاملہ نکل آیا وہ اُس بڑائی تک خود بھی پہنچ گیا-

مولانا رومیؒ کی ایک غزل ہے جس کا عنوان ہے ”مردہ پرست“ جس میں وہ کہتے ہیں کہ تو آتا کہ ہم ایک دوسرے کی قدر اور مرتبہ پہچان لیں- کہیں ایسا نہ ہو کہ تقدیر کے کسی فیصلے کی وجہ سے ہم ایک دوسرے سے محروم نہ ہو جائیں- کل توں میری قبر پر آکر جو بوسے دے گا، تو آج آ میرے رخسار چوم لے میں وہی ہوں جو کل قبر میں چلا جاؤں گا-

اللہ تعالیٰ نے کمال کے اولیائے کرام سے برصغیر کو نوازا ہے جنہوں نے پچھلے سینکڑوں برسوں میں بے شمار خدمات سر انجام دی ہیں انہوں نے اپنی ساری زندگی اپنے

حضرت مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ) انسانی زندگی کو دو قوتوں روح اور نفس امارہ کا مرکب قرار دیتے ہیں روح کو عقاب سے اور نفس کو کوے سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دونوں ایک ہی پنجرے میں قید ہیں اگر روح نفس پہ غلبہ پالے تو فرد اور سماج میں توازن قائم ہو جاتا ہے اور خیر کی قوتیں مضبوط ہوتی ہیں اس کے برعکس اگر نفس روح پر غالب آ جائے تو انسان نہ صرف برائیوں کی طرف راغب ہوتا ہے بلکہ پورا سماج انتشار کا شکار ہوتا ہے حضرت سلطان باھوؒ بھی روحانی طور پہ دیوالیہ معاشرے کو ایک تاریک جنگل سے تشبیہ دیتے ہیں کہ جہاں کے رہنے والے صرف اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل میں دن رات لگے ہوئے ہیں اور کسی دوسرے انسان کا

دکھ درد بانٹنے کیلئے ان کے پاس کوئی فرصت نہیں- محسوس ہوتا ہے کہ مایوسی کا عالم ہے لیکن ایسے حالات میں ہمارے اولیائے کرام نے ہمیں اپنے کلام سے مایوسیوں کی تاریکیوں سے نکالا اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پاس ایسے بہترین کردار والے اولیاء کرام موجود ہیں- ان کی تعلیمات نہایت ہی بنیادی ہیں کہ انسان اپنی ذات کی نفی کر کے مخلوق خدا کی خدمت کرے اور دوسروں کی خوشی اور سکون کی خاطر اپنا سکھ چین قربان کرے-

جہاں تصوف کی بات ہوتی ہے وہاں محبت کی بات ہوتی ہے عشق کی بات ہوتی ہے- مولانا رومیؒ کی بانسری اور حضرت سلطان باھو کی ”ھو“ یہ دو چیزیں بہت بنیادی عنصر ہیں ان دونوں شخصیات کے کلام میں یا ان کے پیغام میں جو انسانی روح کو تبدیل کر کے رکھ دیتے ہیں اور اس کی ذات کو اس کے پروردگار سے ملانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں- رومی کی موسیقی میں جو ”نے“ (بانسری) ہے یہ روح کی آواز ہے یہ بانسری جب بجتی ہے تو پروردگار سے ہماری جدائی کی بات کرتی ہے اور دوبارہ اس رستے پر چلے جانے کی بات کرتی ہے جو درحقیقت انسان کی معراج بھی ہے اور وصال کا مقام بھی-

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

الف: اَللہ چَنْبے دِی بُوٹی میرے مَن وِچ مُرشد لائی ھو

مولانا رومی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

ایں مرغ کہ خوشش غا غا
تو ہی ہی او من غو غو
تو خخ صفت من خو خو
من مرغ و شاں ہو ہو

”اے وہ پرندے جو خوبصورت آواز میں غا غا (اس ذات کی تعریف) کر رہا ہے، تو ہی ہی کرتا ہے (اس ذات کا وصف بیان کرتا ہے) اور میں فریاد کے نعرے بلند کر رہا ہوں- تیری صفت خخ اور میری جبلت مروت ہے، میں ایسا پرندہ ہوں جو اس (ذات) کی شان ھو ھو پکارتا ہوں“-

یہ دراصل وہی احساسات ہیں جو دونوں عظیم شخصیات انسان کی روح کی اس تلاش کی جانب اشارہ کرتی ہیں جو اُس کو اپنے پروردگار سے ملا دیتی ہیں اور اس کو معراج عطا کرتی ہیں- شاعر کے لیے ضروری ہے کہ اس کے کلام میں اور اس کی ذات میں معجزانہ صلاحیتیں ہوں تب ہی وہ قائم رہ سکتا ہے اور اگر ہم رومی کو دیکھتے ہیں یا حضرت سلطان باھوؒ کو دیکھتے ہیں تو دونوں ہی شخصیات اس صفت سے مامور نظر آتی ہیں- یورپ کے پاس بڑی شخصیات نہیں تھیں، شیکسپیئر ان کے ہاں سب سے بڑی شخصیت نظر آتی ہے لیکن برصغیر میں یا مسلم دنیا میں رومی سے بھی پہلے سنائی، عطار، فردوسی، رومی، حافظ جیسی شخصیات ہیں اور برصغیر میں حضرت امیر خسرو، حضرت سلطان باھو، علامہ اقبال اور بے شمار ایسی شخصیات ہیں- ہم تو معمور ہیں علم و فن اور دانش کے نور سے لیکن ہم سے اس کو دور کیا گیا تاکہ ہم اپنے اصل سے بھاگ جائیں اس کی ہمیں پہچان نہ رہے- ہم ایک انگریزی زبان کی پیروی کرتے رہے، انگریزی سیکھنا پڑھنا بہت اچھی بات ہے آپ جتنی زیادہ زبانیں سیکھتے ہیں آپ کے آئی کیو لیول میں اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے لیکن کیا یہ درست ہے کہ ہم اپنے ماضی کو بھول جائیں- کوئی بھی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے ماضی کو یاد نہ رکھے- مولانا رومی اور حضرت سلطان باھُو تابناک ماضی کے روشن مینار ہیں جن کی روشنی سے آج بھی انسانی دل نور حاصل کرتے ہیں-

☆☆☆

شمس العارفین

تصنیف لطیف از:
سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھُوؒ

قسط:33

حق نامہ

مترجم: سید امیر خان نیازی

جو طالب یہ چاہتا ہے کہ اُسے دولت و نعمت و عظمت و بزرگی حاصل ہو جائے، دین و دنیا کے تمام خزانے محنت و مشقت کے بغیر حاصل ہو جائیں، نفسِ امارہ مطیع ہو جائے، شیطان ملعون دفع ہو جائے، تمام عالم زیرِ فرمان ہو جائے، کل و جز کی تمام مخلوق مسخر ہو جائے، قرآنِ مجید سے اسمِ اعظم مل جائے، علمِ تاثیر و علمِ تکسیر و علمِ روشن ضمیر و علمِ کیمیا نظیر پر عبور حاصل ہو جائے، مؤکل فرشتے مشروحاً ہم کلام ہوں اور بذریعہ الہام تعلیم و تربیت کریں اور ہر قسم کے کاموں کے لئے تحقیق شدہ تعویذات کا علم سکھا دیں، مجلسِ محمدی (ﷺ) میں حضوری کا شرف حاصل ہو جائے اور صحابہؓ کرام سے مجلس و ملاقات کی سرفرازی حاصل ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ اوّل اپنے وجود کو ماسویٰ اللہ سے پاک کرے، حوصلہ وسیع و پختہ رکھے اور مرشد کی توجہ سے جو سرارِ نہانی اُس پر کھلتے جائیں یا بحکمِ الٰہی زیرِ زمین پوشیدہ جو خزائنِ الٰہی منکشف ہو کر اُس کے تصرف میں آتے جائیں اُن کا اظہار کسی پر نہ کرے۔ جو طالب اِس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے وہ لایحتاج فقیر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ عاجز و سوالی دکھائی دیتا ہے لیکن بباطن صاحبِ معرفت و صاحبِ وصال ہوتا ہے۔ کسی ولی اللہ کی قبر کی ہم نشینی میں دعوت پڑھنے کے لائق صرف وہ طالب ہوتا ہے جو سب سے پہلے اپنے وجود کو پاک کرے۔ اِس کے علاوہ ایک دعوت وہ بھی ہے کہ اگر وہ پڑھی جائے تو عرش سے تحت الثریٰ تک اٹھارہ ہزار عالم کی تمام مخلوق پڑھنے والے کی قید میں آجاتی ہے۔ وہ معظم و مکرم دعوت یہ ہے کہ قرآن مجید پر اعتبار کیا جائے اور اُسے شفیع و پیشوا بنایا جائے اور پورے یقین کے ساتھ بحرِ قرآن میں غوطہ لگایا جائے کہ صاحبِ دعوت جب اِس طرح بحرِ قرآن میں غوطہ زنی کرتا ہے تو حاملینِ عرش اور چاروں مقرب فرشتے جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرفیلؑ اور عزرائیلؑ چاہتے ہیں کہ زمین کو اُلٹ کر رکھ دیں اور تمام مقدس روحانی پریشان ہو کر دعا کیلئے ہاتھ اُٹھا دیتے ہیں اور عرض کرتے ہیں: ”خداوندا! اِس صاحبِ دعوت کی التجا قبول کرلے اور اِس کا کام جلدی کر دے تاکہ ہمیں اِس کی قید سے رہائی ملے“۔ اِس دعوت سے سخت تر دعوت اور کوئی نہیں ہے۔ دعوت پڑھنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی دریا کے کنارے یا کسی ولی اللہ کی قبر پر قرآن پڑھا جائے۔ اِس دعوت کے شروع ہی میں مشرق سے مغرب تک تمام زمین جنبش میں آجاتی ہے اور حضرت مدینہ لرزنے لگتا ہے اور سو سو مؤکل فرشتہ صاحبِ دعوت کے پاس آتا ہے اور سونے کا ایک ایک سکہ پیش کر کے آواز دیتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے۔ اِس طرح ہر روز تین کروڑ فرشتے آتے ہیں اور سونے کا ایک ایک سکہ پیش کر کے آواز دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اِس کے بعد بے حد و بے شمار فرشتے اُس کے اختیار میں دے دیئے جاتے ہیں جو اُس کے کام کرتے رہتے ہیں۔ اِس علمِ دعوت کی آزمائش سے صاحبِ دعوت لایحتاج ہو جاتا ہے۔ سو علمِ دعوت بہتر ہے علمِ کیمیائے اکسیر سے۔ اِس دعوت میں صاحبِ دعوت سورۃ مزمل پڑھتا رہے تاکہ وہ دعوت پڑھنے میں کامل مکمل ہو جائے اور علمِ کیمیائے اکسیر اُس کی قید میں آجائے اور علمِ تکسیر اُسے حاصل ہو جائے۔

(جاری ہے)

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

کامل مرشد ایسا ہووے جہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ھو
نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صبون نہ گھتے ھو
میلیاں نوں کر دیندا چٹا وچ ذرہ میل نہ رکھے ھو
ایسا مرشد ہووے باھو جہڑا لوں لوں دے وچ وسے ھو

Perfect murshid should be as launderer who beats clean Hoo
With glance he purifies without any detergent Hoo
He whitens the dirty never leaves any dirt at all Hoo
Murshid has to be such Bahoo who lives within every hair Hoo

Kamil murshid aisa howay jeh'Ra dhobhi wango'N cha'TTay Hoo
Nal nigah day pak karainda wich sajji saboon na ghattay Hoo
Meliyaa'N noo'H kar dainda chitta wich zarra mail nah rakhay Hoo
Aisa murshid howay Bahoo jeh'Ra loo'N loo' day wich wassay Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

1: سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کی تعلیمات مبارکہ کی روشنی میں مرشد کامل وہ ہوتا ہے جو طالب اللہ کو مختلف مقامات سے گزار کر مقامِ انسانیت پہ فائز فرماتا ہے جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’مرشد کا کام بھی یہ ہے کہ طالب کو اُس کے وجود میں مقامِ نفس، مقامِ قلب، مقامِ روح، مقامِ سرّ، مقامِ توفیقِ الٰہی، مقامِ علمِ شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت اور مقامِ خناس و خرطوم و شیطان و حرص و حسد و کبر علیحدہ علیحدہ کر کے دکھائے یا جس طرح قصاب بکری کو ذبح کر کے اُس کی کھال اُتارتا ہے، اُس کی ہر رگ و بوٹی کو الگ الگ کرتا ہے اور گوشت سے ہر آلائش کو نکال کر دُور پھینک دیتا ہے‘‘-(عین الفقر)

2: ’’پیر کو صاحبِ نظر ہونا چاہیے جیسا کہ میرے پیر محی الدین شاہ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں کہ ایک ہی نظر سے ہزاران ہزار طالب مریدوں میں سے بعض کو معرفتِ اِلَّا اللہُ میں غرق کرتے ہیں اور بعض کو مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی حضوری سے مشرف کرتے ہیں- پیر کو ایسا ہونا چاہیے جیسا کہ میرے پیر ہیں کہ ایک ہی نگاہ میں ذکر اللہ سے دل کو چاک، نفس کو خاک، روح کو پاک، موافقِ رحمان اور مخالفِ شیطان کر دیتے ہیں‘‘ (کلید التوحید کلاں)-اس لیے حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ارشاد فرماتے ہیں: ’’ہزار اں ہزار ریاضتوں سے مرشدِ کامل کی ایک بار کی توجہ بدرجہا بہتر ہے‘‘ (اسرار القادری)-مزید ارشاد فرمایا: ’’فقیر اپنی نظر سے جاہل کو عالم اور مفلس کو غنی کر دیتا ہے اور طالب اللہ کو صاحبِ نظر بنا کر مجلس نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں پہنچا دیتا ہے‘‘ (امیر الکونین)- آپؒ اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

’’میرے لئے میرے مرشدِ کامل کی نیم نگاہ ہی بہتر ہے ہر اُس عبادت و کرامت سے کہ جس کی بدولت تُو ہوا میں اُڑتا پھرتا ہے‘‘-(محک الفقر کلاں)

3: ’’جان لے کہ مرشدِ کامل کے ہاتھ پر دست بیعت کئے بغیر نفس کی مخالفت کرنا، اُس کے حالات سے باخبر رہنا اور اُسے اپنے قابو میں قید کرنا بہت مشکل و دشوار کام ہے- اگرچہ تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا پھرے کوئی فائدہ نہ ہوگا- اِس لئے کہ نفس بادشاہ ہے اور شیطان اُس کا مقرب وزیر ہے- مرشدِ کامل سب سے پہلے وجود میں اِن دونوں دیووں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے جس سے طالب اللہ شیطانی معصیت اور نفسانی خواہشات سے نجات حاصل کر لیتا ہے‘‘-(مجالسۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خورد)

’’شہوت انسان کو اِس طرح خراب کرتی ہے کہ اُسے عقل سے بے عقل اور انسان سے حیوان بنا دیتی ہے لہٰذا اِن سخت حالات میں مرشدِ کامل دستگیر ہونا چاہیے جو اُسے شہوت اور شامتِ نفس سے باہر نکال لائے‘‘-(کلید التوحید خورد)

ایک اور مقام پہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) مرشد کامل کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ’’مرشد طالب کے دل میں ذکر اللہ کی جھاڑو پھیر کر اُس کے وجود کو ہر قسم کے غلط رویے سے پاک کرتا ہے‘‘ (کلید التوحید خورد)-مزید ارشاد فرمایا: ’’پیر مرشد کو صراف و زرگر کی مثل ہونا چاہیے جو ایک ہی نگاہ میں کھرے اور کھوٹے کو پرکھ لیتا ہے‘‘-(محک الفقر کلاں)

4: جس طرح ہادیٔ اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

’’اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ‘‘ ’’یہ نبی مکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مؤمنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں‘‘-

یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قدرت سے اپنے امتیوں کے احوال کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں- اسی طرح مرشد کامل بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے طالب کے ہر قول و فعل سے آگاہ و باخبر ہوتا ہے جیسا کہ آپؒ محبوب سُبحانی سیّدی الشیخ عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

’’حضرت پیر میراں محی الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کا تعلق اپنے طالبوں اور مریدوں سے ایسے ہے کہ جیسے جان و دم کا تعلق جسم کے ساتھ ہے- حضرت پیر دستگیر شاہ عبد القادر جیلانی کا طالب مرید فرزند اگر صالح ہے تو وہ ہر وقت حضرت پیر دستگیر (رحمۃ اللہ علیہ) کی آستین میں رہتا ہے اور اگر طالح ہے تو حضرت پیر دستگیر (رحمۃ اللہ علیہ) اُس کی آستین میں رہتے ہیں- اللہ اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قسم! حضرت محی الدین (رضی اللہ عنہ) قیامت تک کسی بھی حال و احوال اور اقوال و افعال و اعمال میں اپنے طالب مرید فرزند سے جدا نہیں ہوتے بلکہ حشر گاہ میں بھی اُسے ہر مقام پر اپنی نظر و نگاہ کی پناہ بخشیں گے‘‘-(اسرار القادری)

ایک اور مقام پہ آپؒ طالب و مرشد کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

’’مرشدِ کامل وہ ہے جو طالب کے ہر حال، ہر قول، ہر عمل، ہر فعل، ہر حالتِ معرفتِ قرب و وصال اور ہر حالتِ خطرات و دلیل و وہم و خیال سے باخبر رہے- مرشد کو اِس قدر ہوشیار ہونا چاہیے کہ وہ ہر وقت طالب کی گردن پر سوار رہے اور اُس کی ہر بات اور ہر دم کی نگہبانی کرتا رہے- مرشد اِس قدر باطن آباد ہو کہ طالب اُسے حاضراتِ اسم اللہ ذات کی مدد سے ظاہر و باطن میں ہر وقت حاضر و ناظر سمجھے اور اُس سے کامل اعتقاد رکھے‘‘-(کلید التوحید کلاں)

SB School

ایس بی سکول

تعلیم کے مقاصد اعلیٰ:

- مختلف علوم وفنون کا بنیادی تعارف
- روایتی وجدید علوم سے آگاہی
- سائنسی طریقہ کار کو سمجھنا
- محققانہ صلاحیتوں کو اُجاگر کرنا
- شعوری بیداری
- عصرِ حاضر کے مباحث سے آگاہی
- اخلاقی تربیت وکردار سازی
- معاشرتی ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنا

نمایاں خصوصیات

- آکسفورڈ سلیبس
- پرائمری کلاسز کے لیے اسسمنٹ بیسڈ لرننگ سسٹم
- پرسنیلٹی ڈویلپمنٹ
- آرٹ اینڈ کیلیگرافی
- طلباء میں خوداعتمادی پیدا کرنے کے لیے ڈبیٹنگ سکلز، بک ریڈنگ وپریزنٹیشن

طلباء کو بچپن ہی سے

- اصلاحِ معاشرہ کی تربیت دینا تا کہ ان کی قائدانہ صلاحیتیں اُجاگر ہوسکیں اور وہ مستقبل کے معمارِ قوم بن سکیں۔
- ذہنی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ جسمانی وغیر نصابی تربیت کرنا تا کہ ان کے فکر وعمل میں ہم آہنگی ہو۔

کیونکہ

معیاری تعلیم قوم کے روشن مستقبل کی ضمانت ہے

بورڈ میں نمایاں پوزیشنز

Board Roll No.	Name	Father's Name	Marks Obtained	Percentage	Grade
536103	M. Faizan Umar	Umar Daraz	1045	95.00	A+
536101	Haider Aziz Sultan	Zulfiqar Ahmed	1013	92.09	A+
540032	M Atta Bahoo	Allah Bakhsh	991	90.09	A+
536105	Hamza Gull	M. Aziz	990	90.00	A+
540033	Tahir Aziz	Muhammad Ameer	975	88.64	A+

sbschool.ho@gmail.com /SBSchool 0323-5500980

JUNAGADH

PURSUIT OF UNTOLD HISTORY & FACTS

Published & Available

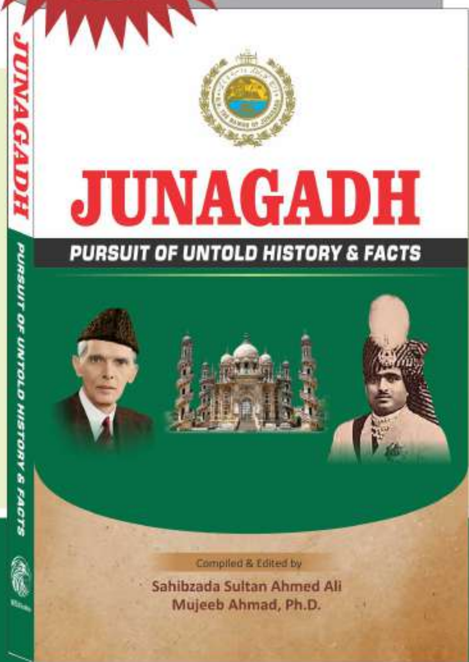

یہ کتاب ریاست جوناگڑھ پہ تحقیقی نوعیت کی پہلی کاوش ہے جس کی تدوین دیوان آف جوناگڑھ صاحبزادہ سلطان احمد علی اور ڈاکٹر مجیب احمد نے کی ہے۔

اس میں ریاست جوناگڑھ کے قیام، بابی دورِ حکومت کی تاریخ، جوناگڑھ کا پاکستان سے الحاق، بھارت کا جوناگڑھ پر غاصبانہ قبضہ، جوناگڑھ کے لیے پاکستان کی سیاسی وقانونی جدوجہد اور مسئلہ جوناگڑھ کی خطے میں معاشی وتزویراتی اور دفاعی اہمیت سمیت دیگر متعلقہ موضوعات پہ تحقیقی ابواب شامل ہیں جنہیں مختلف یونیورسٹیز کے محققین وسکالرز نے تحریر کیا ہے۔

ریاست جوناگڑھ کی تاریخ، پاکستان سے الحاق، بھارتی غاصبانہ قبضہ اور مسئلہ جوناگڑھ کی موجودہ صورتحال کے متعلق اپنی نوعیت کی پہلی کتاب

جنوبی ایشیاء بالخصوص پاکستان اور بھارت کی تاریخ میں
دلچسپی رکھنے والوں کے لیے

ایک نایاب تحقیقی تحفہ

MUSLIM Institute
ISLAMABAD - LONDON
Web: www.muslim-institute.org

العارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں
پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com